"دیوانِ غافل"

منور خان غافل لکھنوی

دیوان منور خاں غافل لکھنوی

ان دنوں توفیق خالق کون و مکان فضل و خلاق زمین و زمان سے



# دیوان غافل



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع مزین مقبول جہان ہوا




بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسکہ تھا ہر داغ سوزش پر تن رنجور کا
جل گیا رکھتے ہی پھایا مرہم کافور کا

دیکھے گر عالم وہ اسکے چہرۂ پر نور کا
سنگ میں مثل شرر چھپ جائے شعلہ نور کا

دار انگشت شہادت ہے یہ اثبات حق
کیونکہ دعوی کر سکے باطل کوئی منصور کا

میرے داغ دل میں یہ سوزش ہے جسکے سامنے
آفتاب حشر بھی اک قرص ہی کافور کا

لائق خارا کنی فرہاد اے شیریں نہیں
عاشقوں سے کام لیتا ہے کوئی مزدور کا

قابل بار امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا
کب اٹھا ارض و سما سے بوجھ اس مزدور کا

منزل مقصود تک پہونچیں گے کیونکر ہم ضعیف
پانوں اٹھ سکتے نہیں اور ہے ارادہ دور کا

چھوٹے ہے فوارۂ خون ہر بن مو سے
ٹانکا کوئی شاید دلِ صد چاک کا ٹوٹا

مغرب سے جو خورشید ہوا آج نمایان
کیا تکمہ گلوے بتِ بیباک کا ٹوٹا

یہ سنگ حوادث فلک سفلہ نے مارے
ہر عضو مرے کالبد خاک کا ٹوٹا

دم ٹوٹ گیا بادہ پرستون کا چمن مین
گلشن مین اگر خوشہ کوئی تاک کا ٹوٹا

سو بار یم گریہ مرا جوش پہ آیا
تختہ نہ کوئی کشتیِ افلاک کا ٹوٹا

مت باندھ سر بسمل بیتاب کو اسمین
کیا لطف جو حلقہ تری فتراک کا ٹوٹا

ٹھکرایا تھا کیون اُسنے مری سنگ لحد کو
ناخن جو ترے توسنِ چالاک کا ٹوٹا

نظارۂ خوبان سے یہ آنکھین نہین سیر
رشتہ نہ ہماری نگہ پاک کا ٹوٹا

پتال تاک سوکھ گیا موسمِ گریہ
پانی نہ چہ دیدۂ نمناک کا ٹوٹا

وہ موج سبک لطمہ ہون اس بحر مین غافل
دل جس سے نہ خار و خس و خاشاک کا ٹوٹا

ابر دود آہ سوزان گر ہوا بر چھائیگا
ہے یقین عالم مین انگارونکا منہہ برسائیگا

میرے نالونکے نہ جبتک تازیانے کھائیگا
کب سمند چرخ کجرو راستی پر آئیگا

۳

دیوان ناسخ

کنج تنہائی مین کیا جی مرا گھبرائیگا
باغ مین دیگا زکات حسن گروہ لالہ رو
برگ ہر گل ہاتھ اُسکے سامنے پھیلائیگا
امردون سے بسکہ نفرت ہے مجھے بعد از فنا
گور مین میری فرشتہ آئیگا
دیدۂ نمناک سے پانی جس زمان باغ کو
نخل مرجان کی طرح ہر گز نہ وہ مرجھائیگا
خاک مین مجھکو ملا کر رنج دیگا کیا فلک

کمان ناخن نے عقدہ آج تک کھولا نہ مشکل کا
نہیں ہوتا ہی کام البتہ [illegible] دنیا مین

بنا دیتی فنا وہ چاک کرکے پردہ محمل کا
اگر عریانی مجنون پہ آتا رحم لیلی کو

نہیں پہنچے نظر آتے ہیں قیس و کوہکن مجکو
اسے سودے کی بیماری ہی اور مجکو مرض دل کا

بجے خورشید محشر زاہدان خشک کہتے ہیں
پسند سوختہ ہی شعلہ رخسار و نکی محفل کا

اسیر الفت محبوب ہے ہر اک زمانے مین
فرشتوں کو کیا ہی اُسنے قیدی چاہ بابل کا

پس مردن کفن ہی اُس کو بھی بوسے دفا [illegible]

| | |
|---|---|
| مقدر مین اگر ہوتا بر آنا مطلب دل کا | نہ رہجاتا مری جانب کو اٹھکر ہاتھ قاتل کا |
| نہین آسان تڑپتے دیکھ سکنا ہمسے بسمل کا | یہی باعث ہی جو منھ پھر گیا شمشیر قاتل کا |
| غبار تربت مجنون کو بھی لیلی سی محبت تھی | بگولا جو اٹھا اُسنے نچوڑا ساتھ محمل کا |
| طرف گرداب کے کھینچے ہی دست موج دامن کو | جو بحر عشق سے کرتا ہی کوئی قصد ساحل کا |
| وہ سرو دلفریب آیا ہی پھر سیر اسے قمری | مقام رشک ہی ہونا چمن مین سرو مائل کا |
| زمین عشق مین ہم دانہ ہاے اشک بوتے ہین | بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا |
| وہ شاہ ظلم پیشہ حسن کی دولت پہ گم ہے | کہ جسکو داد خواہون پر گمان ہوتا ہی سائل کا |
| بیابان گردی مجنون کا پھر ہی شور صحرا مین | چکا دی پانے خستہ کو ہمارے غل سلاسل کا |
| وہ آئینے مین صورت دیکھکر اپنی یہ کہتا ہی | نہین ہی آج دنیا مین کوئی میری مقابل کا |
| چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے | دہان زخم سے واجب ہی مجکو شکر قاتل کا |
| تقرب ہی اگر منظور تو مل دور باشون سے | کہ میل راہ سے اکثر نشان ملتا ہی منزل کا |
| بہار خط خوبان سے ہین آثار خزان پیدا | عبث تو شیفتہ ہی اسقدر اس خط باطل کا |
| عزیز اُس سے نکیجے گر وہ مانگے جان شیرین بھی | جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا |

[illegible]

دیوان غافل

۵

قتل عشاق پہ باندھی نہیں گر تمنے کمر
ہر طرف کو ہے یہ پھر گنج شہیداں کیسا

کیوں نہ مظلومی دلپر مجھے رونا آئے
گھر گیا جاکے بیاں صف مژگاں کیسا

اسکے ہر لب سے ہیں ہم پاتے ہیں شکر کا مزا
ہے ذقن کا تری ای شوخ نمکداں کیسا

گرتے ہی چشم سے آنسو کا ملا پھر نہ پتا
رل گیا خاک میں یہ گوہر غلطاں کیسا

پشت پا توڑکے نکلا جو چھپا تلوے میں
تیز اس دشت کا ہی خار مغیلاں کیسا

ناخن دست جنوں کی میں کہوں کیا تیزی
چاک سینے کو کیا اسنے گریباں کیسا

نہ زمیں ہوتی ہی شق اور نہ فلک پھٹتا ہے
نالہ کرتا ہے تو غافل شب ہجراں کیسا

درد آشنا جہاں میں کوئی مجھسا کم ہوا
گر غیر بھی ہوا تو مجھے اسکا غم ہوا

گو میرا ہاتھ لکھنے کی بابت قلم ہوا
تسپر نہ شوق نامہ نویسی کا کم ہوا

انمیں سے ایک کی بھی خبر آئی ہمیں خبر
جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا

کیا کیا نہ سرکشوں کی یہاں گردنیں جھکیں
پیدا نہیں اسکا نہ پچھ جس دم علم ہوا

جبتک درست وضع نہ تھی ایک سنگ تھا
ہمنے تراشا تب کہیں وہ بت صنم ہوا

غافل نہ جبکی یاد سے ہیں ایک دم ہوا

مضمون

مضمون سوز دل جو لکھا خط مین یار کو
کھولا لفافہ اُسنے تو شعلہ علم ہوا

کاغذ بنا پہر الف دریا کی طرح سے
آنسو تھمین نہ نامہ ہمارا رقم ہوا

نالان تھا یونہین ایک جہان جسکے ہاتھ سے
باندھی جفا پر اُسنے کمر اب ستم ہوا

لکھا جو مین نے واقعۂ دل کا ماجرا
گریان ہوئی دوات تو نالان قلم ہوا

غافل کو کام کچھ نہین ان اہل جاہ سے
اُسکی بلا سے کوئی اگر ذی حشم ہوا

مردے زندہ ہوتے ہین اعجاز یہ ہی جال کا
قم باذنی ہے مگر نالہ تری خلخال کا

نالہ کش زیر قدم ہے دل کسی پامال کا
درد آگین ہے جو شیون یار کی خلخال کا

جامۂ شبنم سے بھی جس گل کا چھلتا ہو بدن
چاہیے کیا ایسے نازک تن کو کپڑا چھال کا

چاہتا ہے یہ غرور حسن اے رشک پری
ہاتھ مین جو روکج ہو پایہ ترے سکھپال کا

ہو گئی صرف خزان اے گل بہار باغ
جبسے دیکھا رنگ تیرے چنپئے رومال کا

سر پہ اکدن اضطراب دل قیامت لائیگا
حشر کے آثار ہین آنا بہت بھونچال کا

بسکہ رہتا ہے ہمارے مرغ دل کا منتظر
دیدۂ مشتاق ہے ہر ایک حلقہ جال کا

جرم بیحد تیرے غافل تا بحی لکھیگا وہ
ہاتھ تھک جائیگا آخر کاتب اعمال کا
کس طرح یکسو رہے دل مجھ پریشان حال کا

دیوان نعمان ۷

مرگئے پریان ہی حیوانون سے بدتر آدمی
حب زر کا ہے مآل کار تاریکی قلب

بوسۂ لب کب شکر خورون سے وہ رکھی دریغ
فیض صحبت تیرہ بختون کو اثر کرتا نہین

گفش پا مین بھی نہین مصرف ہی اسکی کہال کا
یعنی ہوتا ہی سیہ دیوار و در ٹکسال کا

طوطی خط کو دیا ہو جسنے دانہ خال کا
مزرعۂ خط مین ہو کب سبز دانہ خال کا

آشنائے بحر الفت جبسے اے غافل ہین ہم
سونس کا اندیشہ ہے ہمکو نہ ڈر گھڑیال کا

مجلس افروز جو شب چہرۂ جانانہ ہوا
استخوان تن مجنون کہین کہائے ہون

نشۂ مے نے کیا بند دو عالم سے رہا
چین ابرو مین نہ رکھ تو کہ برا عیب ہی یہ

فرق خوردی سے کب آتا ہی بزرگی مین مری
کس توقع پہ کرے خدمت محبوب کوئی

خلوت قدس مین جا ملتی ہی مجذوبون کو

گردن شمع کو خنجر پر پروانہ ہوا
سگ لیلے کو یہ ہم سنتے ہین دیوانہ ہوا

خط آزادی ہمین تو خط پیمانہ ہوا
کاٹتی کم ہے وہ جبس تیغ مین دندانہ ہوا

داخل سبحہ ہے چھوٹا بھی اگر دانہ ہوا
تار گیسو سے رفو کب جگر شانہ ہوا

وہی اسکا ہو جو آپ سے بیگانہ ہوا

[illegible]

[illegible]

چمن اسکے قد موزون کا پرا اٹھا سایہ
وہ نہال چمنی سرو سزاوار ہوا

ہمتو از خود نہ کبھی خواب لحد سے اوٹھے
عید مین شور قیامت فلک انداز ہوا

وہ نگہ نکلی تری چشم سے اک سحر ہوئی
جو سخن نکلا ترے لب سے وہ اعجاز ہوا

لگ اٹھی آگ گلستان مین مری نالے سے [illegible]

یاد مین اس کف رنگین کے یہ خون رویا مین
غیرت صحن گلستان جگر اکا شانہ ہوا

کسنے الٹا رخ رنگین سے چمن مین پردا
رشک یاقوت جو شبنم کا ہر اک دانہ ہوا

قصہ درد مرا جسنے سنا ہو غافل
کب پسند اُسکے بھلا اور کا افسانہ ہوا

آفت جان فقط یار کا انداز ہوا
جی کے دشمن ہین سبھی غمزہ ہوا ناز ہوا

توسن ناز کی کیون باگ نہین لیتے ہو
خون سے گلرنگ تو میدان تک تاز ہوا

کونسا وصل کا اسلوب تجا میرے انکے
ان تبو ہیچ تو مرا کام خدا ساز ہوا

کیون نہ پتھر سے ہم آئینہ دل کو توڑین
کب یہ شایان نگاہ غلط انداز ہوا

نالہ کش جسکی جدائی مین رہا مین برسون
ایکدم بھی نہ مرا آکے وہ دمساز ہوا

کھیل ہی یار کو ٹھوکر سے جلانا مُردے
فخر کیا اسکا جو عیسیٰ سے یہ اعجاز ہوا

جیسے آہنگ سنی اُسنے مرے نالے کی
پھر نہ مرغ چمنی زمزمہ پرداز ہوا

بوے گل آتی ہی اب تک مرے پیراہن سے
وصل کی رات لپٹنا ترا غماز ہوا

پاس بٹھلاتی ہی لیلی ترے دیوانے کو
قیس دل خستہ کا کس رخ زیہ اعزاز ہوا

[illegible]

بے زینت دل کا جل کا تل آپنے بنایا ہے
غضب ہوگا اگر بوسے سے وہ خال ذقن بگڑا

کہیں شیشہ لونڈھا ہوا در کہیں ہوا ارگون ایاغ
تری اُٹھنے سے اے سرکش یہ طور انجمن بگڑا

بنائے ظلم گردون کو کیا ہی کسنے مستحکم
بنے بگڑنے نے گھر اور نہ یہ قصر کہن بگڑا

قلم ہو بیگا ای مشاطہ تیرا ہاتھ شادی سے
اگر زلفین بنائے ہین کوئی پیچ و شکن بگڑا

کیا وہم مری جانب کسنے زلف مشکین کو
جو مجھسے بیطرح یہ لشکر شاہ ختن بگڑا

موافق سے ہر اک شو زیب دیتی ہے زمانے مین
لگی بہشتی جہان آئی یہ جادو پیرہن بگڑا

عجب انداز سے انگڑائی لی اُس نے صبا نے
نہ سینہ کم ہوا اُسکا نہ اک ذرہ دہن بگڑا

اگرچہ مین نے دو غزلین کہین اس بحر مین غافل
بناوٹ اسکو کہتے ہین نہ انداز سخن بگڑا

رہی قدر شرافت کیا زمانے کا چلن بگڑا
زلزلے اینٹھے پھرتے ہین ایسا بانکپن بگڑا

موئے پر بھی ہوئے ممنون نقاش محبت ہم
بنا تصویر پرائے یار جو حرف کفن بگڑا

گذارا کعبہ و بتخانہ مین ہو کسطرح میرا
ادھر تو شیخ بگڑا ہوا ادھر برہمن بگڑا

خرابی اس بنا ہستی فانی کی مت پوچھو
حباب آبجو کی طرح بنکر قصر تن بگڑا

[illegible]

منزل کا ہون ہی کے مین سنگ نشان ہوتا

حیرت تو ہے مجھے غافل پھر بھی نا دیکھ [illegible]

کیون گلشن مین اتنا [illegible]

| | |
|---|---|
| ہر صبح جو گریبان کرتا ہی چاک اپنا | کیا جانی گوش گل مین کہہ جاتی ہی صبا کیا |
| ناحق زبان شمع محفل کی کاٹتے ہین | اِس کم سخن نے کوئی بتلاؤ تو کہا کیا |
| ہنگام عرض مطلب آتا ہے یاد اُسکا | تکرار سے یہ کہنا پھر کیسے تو کہا کیا |

در پردہ گر نہین ہے شوق نظارہ تمکو

چھپ چھپ کے ہی وہ غافل چلمن سے جھانکتا کیا

| | |
|---|---|
| گر خط مین رقم وصف گیسو کے بیان ہوتا | اغلب کہ مرا خامہ بارو زبان ہوتا |
| گلشن مین وہ خوش قامت گر جلوہ کنان ہوتا | جیون بیچ یہ دبے پانون شمشاد روان ہوتا |
| صحرا مین وہ گر میری زنجیر کا غل سنتا | لیلی کیطرح مجنون پردے مین نہان ہوتا |
| گر ضبط نکرتا مین فرقت مین تو کیا کرتا | روتا تو لہو بہتا جلتا تو دھوان ہوتا |
| ہے بندۂ وحشت زنجیر فری ورنہ | زندان ہین نہ ہوتا مین کیا جانے کہان ہوتا |
| نظارۂ خوبان کی تو بھی نہ ہوس جاتی | حلقہ مری آنکھون کا گر آئینہ دان ہوتا |
| تمکین سے ترے ای بت ظاہر ہو کہ تجھسے | کرتا نہ کبھی باتین گو تیرے دہان ہوتا |
| ہم خانہ خرابونکو جو رہنے کی جا دیتا | اسکے لیے جنت مین تعمیر مکان ہوتا |

پیکان ہے یا رب ہی مین ہر قطرہ آب کا

باران تیر ہے یہ برسنا سحاب کا

اک دن تو قصد ہے مجھے تماشای آب کا

تڑپے ہی موج آنکھون مین دم ہی حباب کا

اللہ ری نزاکت ساقی کہ بزم مین

اٹھتا نہین ہی ہاتھ سے شیشہ گلاب کا

قاصد مری تسلی کو کچھ تو ہی لکھ سکا



[illegible]

اب وہ زمین معدن یاقوت ہی جہاں
توڑا تھا اس صنم نے پیالہ شراب کا

یکتائی چاہتی ہے یہ حسن غیور کی
ہو گنجفے میں بھی نہ ورق آفتاب کا

کیا کیا یہاں نہ شکلیں بنیں اور بگڑ گئیں
ہستی بھی اک نمونہ ہی موج حباب کا

غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہیں ولے
آنکھوں میں پھر رہا ہی سماں شب کے خواب کا

زلفوں سے اسنے کام لیا ہی نقاب کا
میں تیرہ بخت کیوں نہوں کشتہ حجاب کا

الٹا ہی کسنے چہرے سے گوشہ نقاب کا
جو آج اسطرف کو ہی منہ آفتاب کا

خیرات بانٹتی تھی جہاں چشم دُرفشاں
تھا دست موج بحر میں کاسہ حباب کا

پروانے کے حضور جلایا نہ شمع کو
بلبل کے آگے پھول نہ توڑا گلاب کا

ترک شراب بھی جو کرونگا تو محتسب
توڑونگا تیرے سر سے پیالہ شراب کا

تیری جلے ہوونکی اگا خاک سے جو نخل
ہر اک ثمر میں اسکے مزا تھا کباب کا

ظلمت نشین ہیں ایک ہمیں ورنہ صبحدم
گھر میں ہر ایک کے ہی گذر آفتاب کا

ای گل عرق فشاں ہو مری خاک گور پر
ہے قبر پر ثواب چھڑکنا گلاب کا

عاشق سے آفتاب بھی اس آفتاب کا
منہ اپنا تو نہ غافل مشتاق سے چھپا
پردہ اٹھا دے شاہد معنی حجاب کا

جلنے مین شبادتر ہین جگر سوختگان عشق
آتش پہ رنگ سرخ ہوا گر کباب کا

کہتے ہین جسکو چرخ بگولہ کب نجوم دان
ہے کرم خوردہ اک ورق اپنی کتاب کا

قسمت یہ نارسا ہے جسے مین نے خط دیا
وہ صبح نامہ بر ہوا طعمہ عقاب کا

کب کامران ہون کسی سے مدطلب
ڈھونڈھے نہ شہسوار سہارا رکاب کا

جانے دیا نہ ہمکو فرشتون نے تا فلک
نالے کو میرے حکم ہے تیر شہاب کا

محشر مین پوچھتا ہی نہین ہیچ کوئی ہین
کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا

خاموشی مین نہ ٹال سوال فقیر کو
بہتر ہے اس ندیم سے دینا جواب کا

وہ بادہ کش ہون گر ہون گے ہاتھ بھی قلم
جیون شاخ گل چھٹے نہ پیالہ شراب کا

تھی رنگ عارضی سے نفرت بس ہمین
باندھا نہ ہمنے شعر مین مضمون خضاب کا

اس خاکدان مین ہے مجھے غافل یہ آرزو
گر ہون غبار بھی تو در بو تراب کا

ہمین یہ شب ہیں دیدار اسکی خواب آیا
کھلی تب آنکھ کہ جب سر پہ آفتاب آیا

وہ تیرہ روز ہون جسکے سیاہ خانے مین
نہ آفتاب ہی آیا نہ ماہتاب آیا

رہا نہ خالی زمانہ کبھی حسینوں سے
جو ماہتاب گیا یاں سے آفتاب آیا

فراق مو کمراں میں بسکہ رویا ہوں
کمر تلک مری سو بار سیل آب آیا

لگا لیا اُسے آنکھوں سے اپنی خوش ہو کر
پری کے ہاتھ جو وہ حلقۂ رکاب آیا

نظر نہ ٹھہرے گی خورشید حسن پر اُسکے
وہ یہ سمجھ کے مرے آگے بے نقاب آیا

میں آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لینے
اگر نہ آج بھی خط کا مرے جواب آیا

مگر یہ دید کے قابل نہیں تھا بحر جہاں
عدم سے بند کیے آنکھ جو حباب آیا

قصور ہمسے تو کچھ بھی نہیں ہوا غافل
یہ کیا سبب ہے کہ وہ بر سر عتاب آیا

ہے زہر حق میں تیری دولت کا یہ ذخیرا
زر دار ہی تو اکثر مرتا ہی کھا کے ہیرا

وہ تشنہ لب ہوں کر میں صحرا کی سمت جو جاں
چشمے تو سوکھ جائیں نایاب ہو مطیرا

کِسکی صفای تن کا کشتہ ہوں جو زمیں میں
ہر ریزہ استخواں کا چمکے ہے جیسے ہیرا

گر تو نکو تھام رکھے کیونکر وہ دست رنگیں
ممکن نہیں کہ ہووے مرجاں کا نیبہ ہیرا

سیلاب اشک میرا طوفاں کرے جو برپا
اک پل میں ڈوب جائے سیلاں کا بھی جزیرا

| | |
|---|---|
| آدمی کی خلقت میں جتنے ہیں گوہر لگائے | ہر ایک اصل انکی عنصری ہو یا کہ شیرا |
| حیرت کی جا ہی خط رخسار ماہرویان | گلہائے یاسمین میں پیدا ہوا ہے زیرا |
| رخ معدن ق ہی سبزہ کو دو نہ رخصت | بو مین کہیت اوسکا پیدا جہان ہو ہیرا |
| کیا غیر نے کہا وہ جو آپنے نہ مانا | اک عرض میری اصلا ہوتی نہیں پذیرا |
| مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ ابر رحمت | ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ کبیرا |
| ہم مفلسونکو ہرگز در چھوڑ کا نہیں ہے | کیا یان پڑا ہی لیگا جسکو اٹھائی گیرا |
| مژگان سے بھی گرے پر آنسو رہا موقر | دُرِ نجف تھا آگے اور اب بنا یہ ہیرا |

با شاعران پیشین غافل چہ کار است
خوش کردہ ایم طرز اشعار مصحفی را

| | |
|---|---|
| کسکی صفائے تن سے نادم ہوا ہی ہیرا | جو پردۂ زمین مین جا کر چھپا ہے ہیرا |
| گلشن مین دیکھ تیرے دانتونکو ای گل تر | شبنم کی طرح پانی ہو کر بہا ہے ہیرا |
| یاد صفا کے ناخن دشمن ہوئی ہے جی کی | ناخون کے تیرے مجکو کھانا پڑا ہی ہیرا |
| پینے مین جب اجارے لی ہے زمین ہمنے | خوش طالعی سے کنکر تہہ بنا ہی ہیرا |

تیغ پر خون وہ اگر دھوئے کنار دریا
خندہ زن رنگ چمن پر ہو بہار دریا
عطش عشق کی لذت یہ ملی ہے ہمکو
جا کے بیٹھین اگر اور ہون نہ دوچار دریا
ذرہ موج لگاتا ہے اوسے بے تقصیر
کیون نہو لائق شکوہ گزار دریا
سرق عکس شفق پر ہو ہڑا لب کا گمان

کیونکہ غالیں تنہ سطح صحراے جنون — گل کھلاتے ہیں مرے آبلہ پا کیا کیا

اسی خموشی پہ تو سو باتیں سنائیں اُپنے — بولتا ہیں تو وہ کیا جانیے کہتا کیا کیا

کیون نہ ماتم کدہ دہر میں حیرت برسے — خاک میں ملگئے ہیں آیینہ سیما کیا کیا

دختر رز کی ذرا دیکھیو شوخی غافل
جلوہ کرتی ہے پس پردۂ مینا کیا کیا

پاے بوسی سے کہیں گل کی ہی پابوس حنا — ای صبا ملتی ہی جو تف کف افسوس حنا

کیا ترے ہاتھ کا چور ہے لیا تھا بوسہ — ہی جو زنجیر خط دست میں محبوس حنا

پیشتر ازیں ہوتے تھے یہ میرے لہو سے رنگین — اٹھوان دست نگارین کی ہی مانوس حنا

آتشیں رنگ سے اسکے ہی ڈر ہے مجکو — پھونک دیوے نہ کہیں جانۂ ناموس حنا

دیکھکر کیون نہ تجھے غرق بخون ہو لالہ — تیرے پاؤنکی ہے رشک گل فردوس حنا

آتش رشک میں جل بھنکے ہوا خاکستر — پاے رنگین کی تری دیکھ کے طاؤس حنا

خبر مرگ مری سنتے ہی کی ہاتھوں سے دور — تو نے بندھوائی تھی کس ساعت منحوس حنا

دل خون گشتہ غافل کی رسائی کب ہو — جس رسی کی نہ ہوئی ہو وہ قدبوس حنا

تن پہ اک بار گراں ہے سر و گردن اپنا
تیغ جلاد ہمیں کاش سبکدوش کرے
برق ہر بار جو گرتی ہے اسی پر دہقان
[illegible] پرورش [illegible] خرمن اپنا
بنگیا شعلہ جوالہ فروغ رخ سے
طفل دہقاں نے پھرایا جو فلاخن اپنا
رکھتے وہ دن کہ [illegible] حرم پاک سے ہم
اب تو ہے کوے خرابات میں مسکن اپنا
کب وہ خورشید لقا آئیگا یارب سر گھر

بسکہ پامال ہوا سبزۂ مدفن اپنا
[illegible] بدوش کرے
دولت ہی دولت ہیں پھر کون [illegible] ناکار
[illegible] جو دل بر وطن اپنا
[illegible] دشمن اپنا
[illegible] محبت پیدا
[illegible] کی راز چھپا [illegible] غافل
[illegible] کی ہے قدرت پیدا
ذات باری میں مجھے شک [illegible] اپنا

نسبت عشق سے اوپر بھی مجھے شک آیا
فوج غم سے نہیں آتی ہی اگر دل شکست

ضعف سے زرد اگر چہرۂ بیمار ہوا
کیوں ہمارا علم آہ نگوں سار ہوا

کتنی برگشتہ ہے تقدیر ہماری غافل
دل دیا جسکو وہی در پے آزار ہوا

بسکہ کی پا ہی جنوں نے مری طاقت پیدا
غل ہے زنجیر کے ہی شور قیامت پیدا

شرم عصیاں ہی عجب کیا ہی اگر بعد فنا
سرنگوں ہوے مرا سبزۂ تربت پیدا

جان دی اور نہ احسان لیا یاروں کا
مجھسا ہووے تو کوئی صاحب ہمت پیدا

نور سینے کا ترے وہ کوئی پا سکتا ہی
گل مہتاب کرے لاکھ صباحت پیدا

خنجر ناز سے گر ذبح کرے وہ قاتل
خوبرویوں کو بھی ہو شوق شہادت پیدا

دود دل اپنا اگر یوں ہی رہیگا چھایا
حشر تک ہوگی نہ صبح شب فرقت پیدا

مرتبہ دیکھکے مومن کا کہیں گے کافر
کاش کرتے نہ ہمیں روز قیامت پیدا

خط ہمارا یہ یقیں ہے کہ جلا دیویگا
کہ تری وضع سے ہوتی ہی شرارت پیدا

عرق انفعال سے ہم نامہ لکھیں گے تجکو
آگ دکھلاتی ہے تا ہوی عبارت پیدا

چشم مشتاق سے [illegible] روزن اپنا
[illegible] نہ نکالے [illegible] میں
[illegible] سوزن اپنا
[illegible] اپنی
ایک مدت ہوئی [illegible] نہیں
[illegible] زندان [illegible] اپنا

[illegible]

بزم میں وا جو نقاب رخ جاناں ہوگا
کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیراں ہوگا

بوئے گل مجکو ستاتی ہے قفس میں یارب
بند کب رخنۂ دیوار گلستاں ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوویگا بلند
گذر اُسکا جو سر گور غریباں ہوگا

داد گر قاضی و مفتی نہیں دیتے تو نہ دیں
خون ناحق کا مرے کوئی تو پرساں ہوگا

روز ہجراں کو گھٹا دے جو شب وصل کیطرح
تجھسے کیا یہ بھی نہ اے گردش دوراں ہوگا

چھپکے بیٹھے گا کہاں ہمسے وہ خورشید لقا
دنکو تو ہوگا عیاں شب کو جو پنہاں ہوگا

جسپہ پڑجائیگا وحشت کا ہماری سایہ
وہ بھی آوارۂ صحرا و بیاباں ہوگا

میں تو طول شب ہجراں سے بہ تنگ آیا ہوں
چاک کب صبح قیامت کا گریباں ہوگا

باغ میں جایئے کیا خاک کہ اُس بن ہمسے
غنچہ بولیگا نہ گل ہی کوئی خنداں ہوگا

رنج و ایذا ہی میں بہتر ہے جو گذری اوقات
یاد آئیگا وہ جب عیش کا ساماں ہوگا

مزرعۂ خشک تمنا جو نہو گا سیراب
اور کیا تمسے بھرا دیدۂ گریاں ہوگا

شرر اشک جو آنکھوں سے گرینگے ایسے
غیرت کاغذ آتش زدہ داماں ہوگا

ناخن دست جنوں کی جو یہی ہے تیزی
چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریباں ہوگا

خط اور زیب عارض جانانہ ہوگیا
رونق چمن کی سبزۂ بیگانہ ہوگیا

جیون غنچہ کالبد مرا شوق شراب مین
گاہے سبو بنا گہے پیمانہ ہوگیا

اسکو بھی کیا نظارۂ عاشق کا رشک تھا
جو چشم مور روزن کاشانہ ہوگیا

آنسو جو پونچھے دست حنائی سے یار نے
یاقوت سودہ اشک کا دُردانہ ہوگیا

پھاڑے ہی کھاتا ہی ہمین دربان جو آپکا
کیا آدمی سے وہ سگ دیوانہ ہوگیا

نکلا حصار حلقۂ گیسو سے پھر نہ وہ
ایک فوج صف کشیدہ جیسے شانہ ہوگیا

بزم چمن مین رات کو آیا جو محتسب
رندون کے آگے سبزۂ بیگانہ ہوگیا

ہے بیقرار شعلۂ آتش جو سنگ مین
کیا گل چراغ مرقد پروانہ ہوگیا

گلشن مین رات دیکھکے اُس رشک شمع کو
ہر ایک برگ گل پر پروانہ ہوگیا

گذرا خیال جب اُسے زینت کا باغ مین
زلفون کا اُسکے غنچۂ گل شانہ ہوگیا

خجلت سے اِس نماز ریا کی یہ روئے ہم
آنسو کا دانہ سبحہ کا ہر دانہ ہوگیا

راحت نصیب وہ ہون کہ غافل پس فنا
کنج مزار بھی مجھے تہ خانہ ہوگیا

ہیں تیرے گریہ ناک جہاں محو خاک میں
بنتا ہے ابر داں کی زمیں کے غبار کا

نکلے نہ جان سوختہ تن سے تو خوب ہے
اچھا ہے قید سنگ میں رہنا شرار کا

ہر رشتہ حیات ہی سے جسم کی نمود
وابستہ ہے طلسم یہ سب ایک تار کا

آوازہ دہل ہے انا الحق کا بولنا
منصور نٹ کا کھیل ہے چڑھنا یہ دار کا

سائل کب اہل زر سے ہو دست تہی بھرا
غنچے کے آگے ہاتھ نہ پھیلے چنار کا

ہم یاسمین زرد ہیں باغ زمانہ میں
یکساں ہے رنگ اپنی خزاں و بہار کا

سرمہ لگا کے یار چھپاتا ہے مجھ سے آنکھ
کشتہ ہوں اس بہانہ و نیالہ دار کا

کھایا بغیر صید نہ اُس ترک نے طعام
ایسا مزا پڑا ہے کباب شکار کا

ہر کشتہ کو ملے نہ یہاں رتبہ شہید
ہر ایک انتخاب ہے نو روزگار کا

اب تک جو بدرکاب ہے یہ توسن فلک
شاید چڑھا ہوا ہے کسی کم سوار کا

کیونکر نہ عشق چشم میں غافل گھلا کرے
بیمار کا سا حال ہو بیمار دار کا

صبا شبنم گل میں ہو آب و دانہ بلبل کا
ہو باغ دہر میں حاصل گری رتبہ توکل کا

نہیں اچھا ہے اتنا منہ لگانا ساغر مل کا
جو میں اُس شہسوار کشف کے عہد میں ہوتا
بناتا آنکھ کے حلقے کو اپنے نقش دل کا
جو شاہاں اُنکا جو قانع ہیں ارنہ وہ چھپاں رہتا

دریائے اشک کا جو لکھا میں نے ماجرا
کشتی ہوئی دوات قلم بادبان ہوا
آباد شاہ حسن و گلگشت سے ہے
ہر گل کا تختہ باغ میں تخت روان ہوا
مارا ہے جوش گریہ سے دریائے اشک نے
کف ہو گئی زمین تو حباب آسمان ہوا
تیغ نگہ سے قتل کیا اک جہان کو
وہ طفل شوخ آفت پیر و جوان ہوا
وہ عندلیب ہوں کہ مرا فارغی کی طرح
ہرگز نہ شاخ گل سے جدا آشیان ہوا
طالع کچھ اس چمن کے ہو تاب گل
خطا شعاع فار و خس آشیان ہوا
ہاتھوں سے تیرے جوہر شمشیر کی طرح
عاشق کا ریزہ ریزہ بدن استخوان ہوا
تعریف جبین بھی گلستان حسن کی
ہر صفحہ اس کتاب کا قشقہ نشان ہوا
آئینے میں جو دیکھی طرز نگاہ پر

| | |
|---|---|
| سامنا کرنے لگا تیغ نگاہ یار کا | بارے آئینے نے بھی اتنا جگر پیدا کیا |
| ہے سے کچھ پروا نہ تھا جبتک کہ بینائی نہ تھی | منھ چھپایا اسنے جب نور نظر پیدا کیا |
| وائے قسمت کعبۂ مقصود تک پہونچے نہ ہم | کم ہوئی طاقت اگر زاد سفر پیدا کیا |
| صندلی رنگت تری آخر بلائے جان ہوئی | دل لگایا تجھسے کیا اک درد سر پیدا کیا |
| جبین آتا ہی چمن بند قضا سے پوچھیے | کیوں نہال آرزو کو بے ثمر پیدا کیا |
| آدمی ہے اک نمونہ قدرت اللہ کا | قطرۂ ناپاک سے ایسا گہر پیدا کیا |
| عاشقی کا لطف پیری میں ہیں کیا فائدہ | سوز دل تونے جو اے شمع سحر پیدا کیا |
| میری کشت خشک پر ہے قطرہ افشانی کا قصد | حوصلہ تونے بھی یہ اے ابر تر پیدا کیا |
| بنکے بجلی میرا نالہ عاقبت مجھپر گرا | گر اثر پیدا کیا تو یہ اثر پیدا کیا |

وصل کی شب ہوشگافی میری غافل دیکھنا
ڈھونڈھ کر بالوں میں وہ موے کمر پیدا کیا

| | |
|---|---|
| تب وصف لعل لب کا ترے کچھ بیان ہوا | جب برگ گل زبان ہوئی غنچہ دہان ہوا |
| افسانہ خلق میں مرا راز نہان ہوا | آنسو بہا جو منھ پہ عرق کا گمان ہوا |

وہ شوخ اپنے تیر کا آپ ہی نشان ہوا
نقش قدم کی طرح ... میں مرا کارواں ہوا
پامال ... آسمان ہوا
... فشان ہوا
... دھواں ہوا

[illegible]

دُرِّ دندان کی ترے دیکھے آب
پانی پانی ہے چشمہ کوثر کا

صفِ مژگان پہ یون ہی غمزہ محیط
جیسے پلٹن پہ حکم افسر کا

خط بڑھا اور بھی مُنڈانے سے
مٹ سکے کب لکھا مقدر کا

تیرہ بختون کا نامہ بر ہے وہی
ہے سیہ رنگ جس کبوتر کا

کارفرمائی پر جو آئے عشق
کام شیشے سے لیوے پتھر کا

تاج شاہی ہے یہ کلاہ نمد
بوریا تخت ہے سکندر کا

قد سے اُس گل کے کیا اُسے نسبت
کب ہے بوٹا سا قد صنوبر کا

ساق سیمین کی تب لکھون تعریف
تار زر ہو جو تار مسطر کا

عہد مین چشم مست کے تیرے
دور دو دن رہا نہ ساغر کا

کون تھا رات کو ترا ہمخواب
پھول کھلا گیا جو بستر کا

کوچہ گردی نہین شعار مرا
سگ بھی ہون مین تو ایک ہی در کا

خط شکایت کا جسمین باندھا تھا
خون مین ڈوبا وہ پر کبوتر کا

تیغ ابرو کا کیا بیان کیجے
دم پھڑکتا ہے اُس پر خنجر کا

ان شکلون مین بھلا وہ قربو کی گرو کا
یار کی چشم سیہ سے کہ اگر کوئی عقرب ہے
نوک مژگان کی ہے یاد تنک ہے بچھو کا
ورق گل پہ نزاکت تری کیا لکھے گا
دست گلچین مین جو قلمہ ہے کوئی شبو کا
تہمت بوسہ خط اُسنے لگائی ہی ہمین
یا الٰہی ہو سر سبز نخن بدگو کا

دل جو الجھا ہوا اس زلف گرہ گیر مین تھا
رات دن اپنا قدم عالم تجرید مین تھا
اب وہان جی جو نظر آتا ہے عالم ہو کا
سرو دیوانہ ہے کیا ترے قد دلجو کا
طوق قمری کا ہے

غم ہجران نے مجھے مار رکھا آخر کار
رکھدیا مین نے گلا آپ ہی خنجر کے تلے
واہ رے شوق شہادت کہ دم آخر بھی
بات مین ہمنے شرابی کی نپایا وہ لطف

ایک مدت سے یہ دشمن مری تدبیر مین تھا
ورنہ جلاد کو تو شک مری تقصیر مین تھا
دھیان بسمل کا تری برش شمشیر مین تھا
جیسا لکنت کا مزا یار کی تقریر مین تھا

جستجو کس گل تر کی تھی مجھے اے غافل
مین جو آوارہ ہر اک گلشن کشمیر مین تھا

ہر عضو بدن ایک سے ہی ایک ترا خوب
قاصد کے بدن پر الف زخم لگے ہین
آگاہ نہین ہے کوئی احوال سے میرے
بن بن کے دہن حلقہ گیسوے مسلسل
اثر ہوا جو شعر کہا زلف کا تیری
مدفون کیا تیری ہی گلی مین اُسے آخر
دو چار ہی شب ماہ تو رہتا ہے نہفتہ

سینے کی صفائی سے ہی چہرے کی صفا خوب
خط کا مرے لکھا یہ جواب آپ نے کیا خوب
جو مجھپہ گزرتی ہے وہ جانے ہی خدا خوب
لوٹے ہی ترے بوسہ عارض کا مزا خوب
باندھا کوئی مضمون جنکا تو بندھا خوب
پائی تری عاشق نے پس مرگ بھی جا خوب
مدت ہوئی دیکھا نہین وہ ماہ چھپا خوب

جو بحر مین نہین ہمتا حباب درۃ آب
بلکہ ہون پہ یہ کچھ دو عذاب درۃ آب
نظارہ کی ہے یہ چشم حباب درۃ آب
مین یاد کر کے گناہون کو پانی تک دیا
کہ آ گئی مری شرم و حساب درۃ آب
وہ جنگجو لب ساحل یہ آ کے کیا بیٹھا
جو کانپتا ہے پڑا آفتاب درۃ آب
تو دو بسم جو لگاتا ہے غوطے دریا مین
کوئی غریق ہو کامیاب درۃ آب

[illegible]

غل نہ کریاں کون ہی فریاد رس ای عندلیب
گوش گل کے پردے پھٹ جاینگے بس ای عندلیب

کاروان گل سفر شاید چمن سے کر گیا
آج جو نالان ہی تو مثل جرس ای عندلیب

چل دکھلا ئین کسیکا عارض رنگین تجھے
گل کی صورت کو گئی ہی تو ترس ای عندلیب

پیچھے دل کھولکر دو دن قہ کرلے باغ مین
عاقبت تو ہوگی اور کنج قفس ای عندلیب

نالہ آتش فشانکی میری مت تقلید کر
ہوشیار تیرے ہین خار و خس ای عندلیب

وزدی گل پر کمر باندھی ہی باد صبح نے
چاہیے گلشن مین اب کو عس ای عندلیب

ایک گل بھی آجتک پہونچا نہ تیری داد کو
بہتر اس نالے سے ہی ضبط نفس ای عندلیب

ہم تو یان الجھے ہین دام الفت صیاد مین
لوٹ تو گل کے مزے ابکی برس ای عندلیب

راز دل تو ہمسے اپنا کس لیے کہتی نہین
گل سوا اب کون ہی یان ہم نفس ای عندلیب

یار ہو کنج چمن ہو بادہ ہو مہتاب ہو
تب کہین نکلے مری دل کی ہوس ای عندلیب

چادر گل قبر پر اسکی چڑھانا بعد مرگ
تجھسے رکھتا ہے یہ غافل ملتمس ای عندلیب

نالہ محزون ہو کسکا ہم نوا ے عندلیب
گوش دل سے گل جو سنتا ہی صداے عندلیب

بند ہو رہی ہے باغ مین ایسی ہوا ے عندلیب
کبر بیجا خیر دو دن ہی کو کرتا ہے ذلیل
ہے تجھے دکھلاے سر گل زیر پاے عندلیب
کون سا معشوق ہے جو قاتل عاشق نہین
تیغ شاخ گل سے لکھی ہی قضاے عندلیب

نالہ کی کہین سے جل اٹھے جو بالا سے کوہسار درخت
ہو نہ گلشن مین خار دار درخت
دامن یار اس سے [illegible]
دشت مین ہین جو بے غبار درخت
کبھی وحشت سے [illegible]
قبر پر بھی ہے میوہ دار درخت
[illegible] تھی جو مجنون [illegible] درخت
[illegible]

دست رنگین کا اسکے کشتہ ہون [illegible] درخت
چمن جلوہ دفن تھا یہ سوختہ جان
نہ لگا وان سے زینہار درخت
زینت خانہ باغ کون ہے آج
سجدہ کرتے ہین بار دار درخت
برگ ملتے ہین جو کف افسوس

| | |
|---|---|
| باغبان نے جو نکالا اسکو بھی گلزار سے | سبزہ بیگانہ تھا کب آشنائے عندلیب |
| حسن ذاتی کو ہی کیا درکار زیب عارضی | غنچۂ گل کب ہی محتاج قبائے عندلیب |
| افسر شاہی ہے غنچہ تختہ گل تخت ہے | سایۂ ہر برگ ہی بال ہمائے عندلیب |
| پیرہن مین پھر نہ وہ پھولی سمائے یاسمین | عطر گل ہوئے اگر زیب قبائے عندلیب |
| دیکھتی بعد خزان روئے حسینان چمن | کچھ وفا کرتی جو عمر بے بقائے عندلیب |
| ہم وہ منصف ہین کہ وصلی پر خط گلزار ہین | رات دن لکھتے رہے ہین ماجرائے عندلیب |
| وہ مریض عشق ہے ممکن نہین اسکی دوا | ہو زر گل بھی اگر صرف دوائے عندلیب |
| بلبل نالان کو بھی جانا تھا ہمراہ بہار | کاروان گل کو لازم تھا درائے عندلیب |
| جوش پر ہی اسقدر خون شہیدان چمن | ہو گیا گلرنگ دشت کربلائے عندلیب |
| غنچہ خاطر شگفتہ ہو تو اس تنگی پہ بھی | خود قفس ہو جائے باغ دلکشائے عندلیب |

ہم اگر تعلیم وہ ہوتے نہ اے غافل تو پھر
کون سنتا نالۂ رنگین ادائے عندلیب

| | |
|---|---|
| گل ہے عارض تو قد یار درخت | کب ہوا ایسا بہار دار درخت |

[illegible] عشق مین ہین [illegible] دار درخت
[illegible] منصور [illegible] دار درخت
[illegible]

[illegible] گلشن مین [illegible] دار درخت
[illegible] کھڑے ہین [illegible] درخت
[illegible]

عالم شیب میں ہوں یوں غافل
باغ میں جیسے بے بہار درخت

| | |
|---|---|
| آنے سے میری گھر کے تمھیں عار ہے عبث | اقرار جب کیا تو پھر انکار ہے عبث |
| ہر چاک زخم اب تو جگر تک پہونچ گیا | فکر رفوے سینۂ افگار ہے عبث |
| آتے نہیں کسیکی عیادت کو خوبرو | اے دل تو اس امید پہ بیمار ہے عبث |
| دشمن کے کام کرنے لگا اب تو دوست بھی | تو ای رقیب درپے آزار ہے عبث |
| چھو جانے دے نہ زلف کبھی جو عذار کو | اُس سے امید بوسۂ رخسار ہے عبث |
| گلبن سے کم نہیں ہے یہ رنگین قفس ترا | ای عندلیب خواہش گلزار ہے عبث |
| بے یار ہو رہا ہے سیہ اندون جہان | دزدونکو آرزوی شب تار ہے عبث |

کیا جانے چھپکے بیٹھ رہا کسکے گھر وہ شوخ
غافل خراب کوچہ و بازار ہے عبث

| | |
|---|---|
| یاد آئے ہیں یہ کسکی پھول سے رخسار سرخ | روتے روتے ہو گئی چشم دریا بار سرخ |
| عارضی ہے مجھ مریض عشق کا رنگ نشاط | تپ کی شدت سے ہو جیسے چہرۂ بیمار سرخ |

چاک اسی غم سے گریبان کیا ہی ہین نے
اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ ٹھاٹھی لیکن

مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش
وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح

جنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا
ذبح کرکے مجھے نادم یہ ہوا وہ قاتل

میری ہی زمزمہ سنجی سے چمن تھا آباد
آگیا بیچ مین اُس لف گراک مین نادان

قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچھتاؤگے
برگ گل لائی صبا قبر پہ میرے نہ نسیم

گر پڑے آنکھ سے اُسکی بھی یکایک آنسو
نہ شمشیر ہی سوجھی ہی مقتل مین مجھے

شرط یاری یہی ہوتی ہی کہ تونے غافل

کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد
خون رُلائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد

مجکو کیا پھر جو کوئی پھول کھلا میرے بعد
پہلے مین آتا ہون اور باد صبا میرے بعد

یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد

کیا صیاد نے اک اک کو رہا میرے بعد
نہوا کوئی گرفتار بلا میرے بعد

جھسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد
پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا میرے بعد

ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد
دیکھیے اب کسے لاتی ہی قضا میرے بعد

بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

ذگریبان ہی مین حالت ہو نہ ہو دامن مین تار
ای جنون چھوڑا نہ تو نی ایک پیراہن مین تار

بیضۂ بلبل ابھی بنتے پھرین شل حباب
ہم اگر ریشے کا اپنی باندھ دین گلشن مین تار

کیونکہ جائے گلشن رخسار تک مرغ نظر
حلقہ حلقہ دام کی مانند ہین چلمن مین تار

عشق بتا مین ہم اُسے زنار سمجھے ای جنون
بیچ رہے گر دیکے دو چار بھی گردن مین تار

بنگیا وہ ناقۂ مشکین در شانہ کشتی
اُس پری نی رکھدیئی زلفونکی جس روزن مین تار

بے سبب دل سی صدائے آہ ہوتی ہی بلند
خود بخود رہتا ہی سارے جسم کا شیون مین تار

دیکھکر زخمون کو میری خون روتی اسقدر
بنگیا رشک رگ گل دیدۂ سوزن مین تار

گر یہی چالاکی دست جنون ہی بعد مرگ
تو کفن کا ایک رہنے کا نہین مدفن مین تار

کیا کہون مین کاٹ شمشیر نگاہ یار کا
صاف ای غافل گذر جاتا ہی جون صابن مین تار

خط مشکین یہ نہین ہی عارض دلدار پر
رہگیا ہے جل کے سبزہ آتش رخسار پر

حملہ یون کرتی ہے غفلت مردم ہشیار پر
جسطرح ہوئے ہجوم خواب شب بیدار پر

مرگیا ہون ایک گل کی سرخی رخسار پر
غسل میت مجکو دینا تختۂ گلزار پر

خال عنبر فام ہی پشت لب دلدار پر
مہر کی ہے یا کہ یہ درج در شہوار پر

کیون ہوون کوتا نہ ہو بوسے کی تکرار پر
کیا رہا قصے مین نوبت آئی جب تلوار پر

وارئیے گل کو اگر تیرے گل رخسار پر
پیجیے نرگس کو صدقے نرگس بیمار پر

مائل حسن نکو ہون لیکہ باغ دہر مین
گل کے اوپر جا پڑے گر ہاتھ ڈالون خار پر

برق ہی نالان نہ تھی اک ماتم فرہاد مین
ابر بھی آٹھ آٹھ آنسو رو گیا کہسار پر

یاد آیا ہیکہ جب کچھ طاقت پرواز تھی
چہچہے کرتے تھے ہم بھی باغ کی دیوار پر

ایک بھی دیکھا نہ ہمنے مہر و مہ کا مشتری
گرتے ہین گاہک ہزارون جنس حسن یار پر

میرے خون گرم مین تاثیر ہی تیزاب کی
چھالے پڑ جائینگے لاکھون یار کی تلوار پر

صورت فرہاد پھر جاتی ہے آنکھون کے تلے
چشمۂ شیرین نظر آتا ہی جب کہسار پر

ایک قطرہ گر عرق کا اسکے چہرے سے گرا
لاکھون پانی کے گھڑے پڑ جائینگے گلزار پر

آمد آمد سنکے تیری او مسیحا زمان
رنگ رفتہ آگیا پھر چہرۂ بیمار پر

خامۂ نقاش مین ہوتا جو رنگ اتحاد
کھینچتا تصویر بلبل باغ کی دیوار پر

دردمند عشق کی بالین سے ہٹ اے شور حشر
بات چلا کر نہین کرتے سر بیمار پر

پیچھے کرتے ہین جب باغ کی دیوارون پر
ہمکو تا بام قفس طاقت پرواز نہین

یون ہوئے داغ برافروختہ گریہ سیاہ
پانی جسطرح چھڑک دے کوئی انگارون پر

قیس اسواسطے چھٹتا ہی جھیل بیلکون سے
قدم ناقہ پڑین تا نہ کہین خارون پر

گوہر سفتہ سے اٹھے ہین نظر کی تب
میرے نالون نے یہ کی نظم کی تارون پر

اس طرح آتے وہ دریا سے بنا کر باہر

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہی کہین
قدم اٹھتا نہین جواے دل دیوانہ ترا
جو تونگر ہو اسے قید مکان لازم ہے

نہ رہے گھر مین پلا ہو جو کبوتر باہر
کس پہ پرنے یہ غرفے سے کیا سر باہر
ہر درویش ہین ہر ایک ہین گھر باہر

موج زن ایسا ہے دریاے محبت غافل
جسکے گرداب سے نکلے نہ شناور باہر

پڑا ہی عکس کس سیمین بدن کا صحن گلشن پر
عبث بیٹھی ہے بلبل بھولکر شاخ نشیمن پر
کسا زین آج کس ترک ستمگار فگن نے توسن پر
تری جانے سے یہ صدمہ ہو گلہا گلشن پر
یہ کسکے سبزۂ خط نے جلا کر مجکو مارا تھا
نہ پوچھو کچھ ہمارے مزرعۂ الفت کے حاصل کی
خدا کیواسطے قاتل نہ دھو خون شہیدان کو
خلش مژگان کی یاد آتی ہے کیا آنکھ لگاؤں مین

بہار برگ دادوی نظر آتی ہے سوسن پر
گریبان گل نے پھاڑا ہی مری فریاد وشیون پر
گریبان کو ہی حکم حلقۂ فتراک گردن پر
نگلے رکھ رکھ دیے غنچون نے تیغ برگ سوسن پر
جو سبزہ جل رہا ہی شل شمع سبز مدفن پر
نہ بچے گر برق سے تو قبضہ حاکم ہو خرمن پر
بھلی لگتی ہے سرخی تیری تیغ سبز آہن پر
جو خون زخم کا قطرہ ہی رقصان نوک سوزن پر

جسے پاتا ہوں جا بی گوہر اشک ندامت سے | صدف کی طرح میں بہتا ہوں سکی جیب و دامن پر

تری کاکل میں شانہ دیکھکر ڈرتا ہی جی میرا | کہیں اڑ کر نہ ڈس جائے کہ رکھتی ہی یہ ناگن پر

عداوت کا سبب کیا ای رقیب رو سیہ ہمسے | جو تو مرتا ہی ابرو پر تو ہم مرتے ہیں چتون پر

پڑا ہے تیری سفاکی کا جب سے شور عالم میں | دعاے حفظ جان رستم کی لکھی ہی جوشن پر

مبارک ہو فرش قاقم و سنجاب منعم کو | گدہرا میں گرم رہتے ہین خاک گرم گلخن پر

مزہ ایمن جو تو کھاتا ہی مال مفت دنیا میں | نظر رکھتے ہیں مرغ دانہ چین سنگ فلاخن پر

صفاے قلب سے آئینہ خورشید ہیں ہم تو | غبار آیا کسی سے کب ہماری طبع روشن پر

اسیر ناتوان ہوں کر نہ فکر قتل ای قاتل | خراش طوق ہی کرتا ہی کار تیغ گردن پر

زبس ہی انتظار اس گل کے آنے کا اسیروں میں | گل نرگس کا عالم ہی مرے زندان کے روزن پر

دہان یار سا گم ہے ہمارا زخم پنہانی | رفو کرنے کی اسکے تہمت بیجا ہی سوزن پر

حقیقت میں کچھ مطلب نہیں حسن مجازی سے | لگی تصویر کا چہرہ ہو گو رنگ و روغن پر

پسینا یوں سیہ چہرو کی منہ پر زیب دیتا ہی | کہ جیسے خوشنما لگتا ہی کار کوفت آہن پر

دہان تخم محبت ہم نے بویا ہی جہان غافل | گرے دہقان پہ بجلی اور برسے آگ خرمن پر

وہ مسیحا دم نہ بیٹھیگا جو پہلو کے قریب
کسطرح ہوئیگا یہ دردِ دلِ رنجور دور

بام پر دہ مہر طلعت شب کو گر آیا نہ تھا
ہو گیا ای ماہ کیون چہری سی تیرے نور دور

ٹھیس تجھ کی نہ لگجائے کہین اس لعل کو
اپنے لب سے اک ذرا رکھ ساغر بلور دور

لطف تب امرد پرستی کا ہی باغ خلد مین
پاس بیٹھے جبکہ غلمان اور رکھیے حور دور

یہ بھی ہی قدرت خدا کی ای بت ناحق شناس
غیر تیرے پاس بیٹھین اور بیٹھین ہم دور دور

کیونکہ یاران عدم رفتہ کا ہو معلوم حال
جا بسے ہمسے ہزارون کوس وہ مغفور دور

طالب دیدار ہو ہمین بھی تو موسی کیطرح
مجھسے ناحق بھاگتی پھرتی ہی برق طور دور

یارب اتنی تو دعا میکشان ہووے قبول
سر سے مستونکی نہووے سایۂ انگور دور

ہین تصور مین قرین غافل حسینان دکن
گرچہ ہمسے ہے بہت وہ کشور معمور دور

تنہا نہ دست غم سے گریبان ہی تار تار
پیرزے جو آستین ہی تو دامان ہی تار تار

اے رشک مہر جامۂ زرتار کا ترے
مثل خط شعاع درخشان ہے تار تار

رگ رگ مین شور نالہ بپیان ہے بھرا ہوا
ساز بدن کا مائل افغان ہی تار تار

پھر کہین نہ نمک سینۂ افگار کے اوپر
جو بندگی حق کرے ہی خاص وہ بندہ
موقوف نہین کافر و دیندار کے اوپر
صیاد رکھے گی قفس بہار اور بھی تو نے
رکھا نہ قفس باغ کی دیوار کے اوپر
جو باغ مین نرگس کا مرے ہاتھ لگا پھول
صدقے کیا اس نرگس بیمار کے اوپر
یہ گریہ کی شدت ہے ٹھہرتا نہین اکدم
رومال مرے دیدۂ خونبار کے اوپر
کاٹے نہ گلا اپنا کہین تیغ سے غافل

[illegible] بہار
[illegible] بہار
آئے گلشن مین اگر بیپردہ وہ جان بہار
[illegible]

جسکی

جسگھڑی فوج خزان گلشن مین صف آرا ہوئی
کام آئے سب سے پہلے مرد میدان بہار

پارۂ الماس ہے پروانونکو ہر اشک شمع
برق جان بلبلان ہے گریۂ خندان بہار

آئے گلشن مین جو میرے یوسف گل پیرہن
ہووے بازار چمن مین تختہ دکان بہار

کونسا دل ہے نہین ہے جسمین رنگ آرزو
طالب گل ہے کوئی اور کوئی خواہان بہار

دیدۂ خونبار گر تعلیم گریہ دے اُسے
شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار

آب رنگ گل ہمارے گریۂ خونین سے ہے
دیدۂ پرخون ہے اپنا سیر سامان بہار

باغ عالم کو کبھی اک رنگ پر پایا نہین
آج ہے اسمین خزان تو کل ہے دوران بہار

ترک جان سے اسقدر حاصل ہوئی انکو خوشی
ہنس رہے ہین مثل گل زخم شہیدان بہار

موسم گل ہے چمن سے مت نکال ای باغبان
اندنون جوبن پہ آئے ہین جوانان بہار

جان بلبل نے اگر دی بھی تو زیر نخل گل
کس قدر تھا اس ستم دیدہ کو ارمان بہار

فصل گل آنے تو دی اُکی چمن مین ای صبا
دست گستاخ اپنا ہوگا اور گریبان بہار

گر غبار خط سے نکلے عارض رنگین ترا
خاک مین ملجائے ساری شوکت و شان بہار

کونسا گل اس چمن مین ہے جو ای بلبل نہین
شاکی جور خزان ممنون احسان بہار

تو بھی تمام ہو نہ مری داستان شوق
تحریر گر کرون فلک چارمین پہ خط

کیا سامنے تری صفحۂ [illegible] کو آ سکے
ہین تجھ سے پشت عزالان چین پہ خط

کاغذ کا بوجھ دست اٹھا دست یار سے
ہے مجھی تب لکھا ورق یاسمین پہ خط

لیلی کو یان چھری جو لگائی ادیب نے
وان دشت مین [illegible] پہ خط

لکھنے مجھے ہیچ کر کو احوال درد دل
بیجانے کر کوئی فلک چارمین پہ خط

ہر موج بحر داس ساحل مین چھپ گئی
کھینچا ہی کسنے یہ تجھے آغوش وہم مین

جنت کی دیکھ دیکھ تری آستین پہ خط
باہون کے پڑ گئے ہین تن نازنین پہ خط

غافل ہے جو جہان مین سلیمان ملک فقر
وہ کھینچتا ہے نسخ کا تاج و نگین پہ خط

موج سرشک ہو جو نہ زنجیر پاے شمع
مجلس مین میری قبر پہ رونے کو آئے شمع

اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہین فروغ
کب روشنی ہو گر کوئی دنکو جلائے شمع

عاشق کے گر اثر نہو سوز و گداز مین
پروانہ جل مری تو نہ آنسو بہائے شمع

اللہ رے میرے کلبۂ احزان کی تیرگی
سائے کا حکم رکھتی ہے جسمین ضیائے شمع

خندان کبھی ہے اور کبھی گریان میان بزم
کھلتا نہین کسی پہ بیان ماجرائے شمع

تو وہ ہے جسپہ مرتے ہین حور و ملک پری
دیکھا نہ جز پتنگ کوئی مبتلائے شمع

غم مین اگر پتنگ کی ہے چاک جیب صبح
شام سیاہ پوش ہے صرف عزائے شمع

ہر صبح کے صدقے اُسکے نہ کیون ہو تو اے پتنگ
دیکھا نہین ہے آنکھ سے تو نے سوائے شمع

پروانہ مجھسے کہنے لگا اُسکو دیکھکر
آ اسپہ مین نثار ہون تو ہو فدائے شمع

کیون پتنگے کو جلاتا بزم سلطان مین چراغ
جھلملاتا ہی وہ اسکے شعلۂ بیباک حسن
دشت مجنون مین جو بیکس کی شب کو وانی ہی کبھی
غول صحرائی دکھاتے ہین بیابان مین چراغ
برق اندازی اگر سیکھے اسے سفاک کی
جل چکا تو قافلہ گبر و مسلمان مین چراغ
عمر کے محتاج مردان خدا ہوتے نہین
حسن یوسف ہی تھا روشن چاہ کنعان مین چراغ

آتش رخسار جانان شعلہ ور جیسے ہوئی
کچھ سزا زینت نہین ورنہ ہی پروانہ کو

جلکے مرجائیگا پروانہ اگر آتش کہیچ
حال عاشق کی خبر ہوتی نہین معشوق کو

روشنی اک سب تو کرتے مرقد مجنون پہ ہم
دستگیری گر کسی پروانہ افتادہ کی

پہلے تو جلتی ہی پروانے سے ہر اک بزم مین
خامشی مین کٹ گئی یہ شب طوق فراق

اٹھ گئے محفل سے سب حیران ہی یہ تک کھڑی
جسپہ مین تا ہون ہی مجھپہ رہتا ہی فدا

تو وہ ہی اٹھکی اگر محفل سے گھر جانی لگے

زلف شبگون مین بناہر ایک جا رشانہ شمع
اپنی زلف دو جہان کا تباہی شانہ شمع

کون اٹھائیگا ترے پہر راز معشوقانہ شمع
محرم راز اپنا پروانہ ہوا ور بیگانہ شمع

گر بجھا دیتی نہ باد صرصر ویرانہ شمع
حق تعالی نے دیے ہین تجکو دست و شانہ شمع

مجکو بھاتی ہی یہ تیری ہمت مردانہ شمع
اپنا کچھ قصہ کہے ہیر اپنے افسانہ شمع

کسکی صورت دیکھکر ہوا سے راہ خانہ شمع
ہی عجب پھرتی ہی یان گرد سر پروانہ شمع

ہاتھ دامن کی طرف دور آگے گستاخانہ شمع

ہو وہ پا سے لنگ سے معذور ورنہ بزم سے
چند گام آتی اسے لینے کو مشتاقانہ شمع

روشنی کیا چاہیے ہم تیرہ روزونکو ہنگ
واسطے تیری جلاتی ہین شبستان مین چراغ

سینہ و ساعد کی تیری اللہ اللہ ری ضیا
آستین مین شمع روشن ہو گریبان مین چراغ

کار روغن ہے رہا ہر گریہ بلبل سے عشق
کیون نہ ہو دونکی رہین روشن گلستان مین چراغ

کیا مداوا وہ کرے سوز دل پروانہ کا
اسقدر رکھتا نہین ہے محفل ویران مین چراغ

غم مین پروانے کی رویا شب ہماری قبر پر
دیکھ انگشت تاسف اسکی دندان مین چراغ

گور سے بھی تیرگی از بسکہ تھی ہمین فزون
ہمنے گھبرا کر جلائے روز ہجران مین چراغ

گور ہو کوئی تو ہم مجبور ہین ورنہ بیان
معنی روشن سے ہے ہر بیت دیوان مین چراغ

سوز کم ہوتا نہین ہے تن محرور کا
تا گیا کافور لیے جسم سوزان مین چراغ

حال پھر یہ ہم اسیرون کے شب اسکا دل جلا
صبح تک دھنتا رہا سر بیاز زندان مین چراغ

ٹھنڈی سانسون سے ہماری محفل معشوق مین
پر سے پروانہ نہان رکھتا ہے دامان مین چراغ

گرم رفتاری جو کی ناقے نے شب کو نجد مین
بنگیا ہر نقش پا اسکا بیابان مین چراغ

روئے روشن کا ترے مجکو رہا گر خیال
ہاتھ آتا کب مری شام غریبان مین چراغ

جیسے جی غافل فروغ جاہ ہی بیدار تھا
جلتے دیکھا ایک منعم کے نہ ایوان مین چراغ

گردش فلک کی کرتی ہے کار فسان تیغ
جانے ہے کون جو ابرو سے یار کو
پہچانے وہ اسے کہ ہو تندر دان تیغ
پل فلک بھی لالے نہ ہو ضرب کی
غافل بھلا وہ کیسے کرے امتحان تیغ

کیا صدائے نغمہ نکلی جلنے مین پروانے کے
وجد مین آکر ہلانے جو لگا گردن چراغ

عکس افگن ہے ہو دریا مین اگر وہ شعلہ رو
موج تو ہی بنتے گرداب جادوی مین چراغ

داغ دل ہے دل کے خاطر باعث حفظ بلا
خانہ جن ہے نہو جس قصر مین روشن چراغ

گلستان دہر مین تجھسا نہ نکلا ایک گل
چارسو ڈھونڈھے جو لیکر لالۂ گلشن چراغ

خوش نصیبی پر مجھے اسکی نہ آدمی کیونکہ رشک
بعد مردن ہو جس پروانے کا مسکن چراغ

شاعر بے مایہ کب محفل مین پاتا ہے فروغ
آجتک جلتے کہین دیکھا نہ بے روغن چراغ

کیا کسی جان سوختہ کی قبر سے گزرا ہے تو
بن رہا ہے جو ہر اک نعل سم توسن چراغ

سوز دل سینے مین چھپتا ہے چھپانے سے کوئی
کیا یہ پروانہ رکھیگا تہ دامن چراغ

خفتہ و مردہ برابر ہین یہ کہتے ہین مثل
کیلیے اپنا بجھاتے ہین ہم دم خفتن چراغ

حسن زیب عارضی پر لطف ہوتا نہین
کب ہو بزم دہر مین محتاج پیراہن چراغ

چاہیے سامان شب کیا اسکو جس بیکس کا ہے
بالش و بستر خاک شعلۂ گلخن چراغ

تیرہ بختی پر ترحم اسکی کرتی شمع حسن
عرس کی شب بھی نہ جلتے سر مدفن چراغ

آہ و نالے سے مری آنکھین ہین کالی آندھیان
اپنے گھر مین جو نکو آگ ہے کیا روشن چراغ

اپنے رونے کی غافل کچھ بھی ہے خبر تجھکو
خون مین تر تو دامن سے ہو گیا گریبان تک

[illegible]

| | |
|---|---|
| چشم خونبار سا برسے نہ کبھو پانی ایک | ابر ہر چند کرے اپنا لہو پانی ایک |
| شست و شو نامۂ اعمال کی جس سے ہووے | برس اے ابر کرم مجھپہ تو پانی ایک |
| لاکھ پانی سے بھی مین دھو یا نہ چھٹا زخم کا خون | کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک |
| آج تک اشک مری آنکھ سے گرتے ہین سفید | ظرف مین اپنے پہ رکھتا ہی سبو پانی ایک |
| تا مگر ابر مژہ اپنا تو برسا سو بار | نہ ہوا موج زنان تا بگلو پانی ایک |
| ہم تری چال سے دل کیونکہ نہ ہارین اے چرخ | بازی دشوار ہی تجھسے تو عدو پانی ایک |

بازی مرغ مین بھی ہار رہی غافل کی
تجھسے جیتا نہ وہ اے عربدہ جو پانی ایک

| | |
|---|---|
| کیونکہ یہ تفت اشک سے مژگان مین لگی آگ | شبنم سے کہین بھی ہی بستان مین لگی آگ |
| نہ اس سے دھوان نکلا ہے نہ شعلہ اٹھے ہی | یہ طرفہ ہماری دل نالان مین لگی آگ |
| آتش جو بجھائے تن پر داغ کی بھڑکی | دامن سے بجھائی تو گریبان مین لگی آگ |

[illegible]
پردہ اٹھا تھا کس رخ رنگین کا باغ مین
جو ایک ہو گیا ہے گل و یاسمن کا رنگ
دعوی بڑا ہے اپنی صباحت پہ شمع کو
دیکھا نہین ہے اسنے کسی سیمتن کا رنگ
[illegible]
بدلا نہ وقت فصد بھی خون بدن کا رنگ
[illegible]

بند کرین آنکھ تجھکو دیکھ کے نرگس سا پھول
[illegible]

منع تاراجِ چمن سے تمکو کر سکتا نہین
گلشنِ جنت کی تزئین اُنسے کرتے ہین ملک
خود بخود گلشن کے گل اُڑکر کے آتے ہین وہان
یاسمین سے کیون نہو دلکو ہمارے رنگی
کہتی ہے فصلِ خزان ہین اُس سے یہ بادِ صبا
تھی ہم آغوشی کی تیری یہ ہوس ہے ہی رات
سیم و زر کے پھول گننے دو تصدق ہم ہین

دوپہر کو تو نہ توڑا کیجیے جس تس کے پھول
صبحدم دیکھے پژمردہ تری مجلس کے پھول
آج ہین گورِ غریبان مین صبا یہ کسکے پھول
بیشتر وہ کہان ہین رکھتا ہے اپنی اسکے پھول
مین ابھی لاؤن تجھے درکار ہوین جسکے پھول
تا سحر سو مرتبہ تازہ ہو کے پیس کے پھول
کام ہی آوینگے اکدن یہ کسی مفلس کے پھول

وان کسی عاشق کا اے غافل مقرر تھا مزار
دامنِ جانان سے گلشن مین جہان تھے کسکے پھول

انتظارِ یار مین بن گئے نرگس کے پھول
ہوگئے بودار اعجازِ کفِ گلرنگ سے
کیون نہ بلبل مضطرب ہو کر چمن مین غل کرے
نکہتِ گل سے بھی ہوا شگفتہ جو نازک دماغ

قبر پر میری عزیزون نے چڑھائے جسکے پھول
تیری پاؤن کے تلے جو آب کے پس پس کے پھول
آتشِ گل سے پڑا ہے آشیانہ مین اسکے پھول
باغبان ڈالی مین اُسکی مت لگا جس کسکے پھول

کوئی فسانہ خوش آئے نہ تجکو ای غافل
جو گوش دل سے سُنے تو ذرا ہمارا حال

قفس بلبل کا سوے گلستان لانے سے کیا حاصل
نہیں کچھ دیدۂ عاشق تمھارے عکس کی آئین
نفس کی آمد و شد ہے یہ جنبش نبض مین باقی
در زندان تلک آنے کی بھی طاقت نہیں نہین
جلایا نہ کسی نے نہ کسی گل پر تو عاشق ہے
ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
سنوارے زلف کو مشاطہ اور ہوئی مزا کوئی
مزا باغ تماشا چہرۂ رنگین خوبان ہے

وہ اگلی چھیڑ پھر یاد دلانے سے کیا حاصل
جو تمنے آئینہ دیکھا تو شرمانے سے کیا حاصل
تری بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل
ہماری پاؤں کی زنجیر کٹوانے سے کیا حاصل
تجھے ای لالہ میری طرح گل کھانے سے کیا حاصل
جہان سے اٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل
صبا کو طرۂ سنبل کے سلجھانے سے کیا حاصل
مجھے پھر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

قیامت کو تو اسے غافل عیان ہوویگا نور صبح
شب ہجران کی تاریکی مین گھبرانے سے کیا حاصل

تیری صفائے پا کو نہ پہونچیگا روئے گل
گرتے ہین گلفروش عبث تشت سوی گل

کبک کے مانند جو طوق گلو ہی خار دار
کس پری پیکر کے ہیں دیوانۂ رفتار ہم

ابروے قاتل یہ کرتی ہی اشارہ دور سے
تیر کی زو پر لگاتے ہیں تجھے تلوار ہم

کافری سے اپنی کیونکر آئے بو تقلید کی
ساتھ لائے ہیں گگ گل کی طرح زنار ہم

گرچہ برپا کی قیامت یار کی رفتار نے
خواب مخمل کی طرح سے کب ہوے بیدار ہم

گاہ تو بالاے سر ہیں اور گاہ ہی زیر پا
کارگاہ دہر میں ہیں مست کی دستار ہم

دانت پیسا ہی کریگی آسیاے آسمان
آبلونکی طرح ہو جائینگے رزق خار ہم

مرغ گلشن تو نہیں جو شاکی صیاد ہون
جلتے ہیں آتش میں اپنی شکل مو سیفار ہم

حرف بیجا کسطرح یان ہو سکی صورت پذیر
صاف دل ہیں مثل قرطاس غلط بردار ہم

کوندتی بجلی کی جب اپنی جھپک جاتی ہو آنکھ
کیا سمجھکر اُس سے ہوئیں طالب دیدار ہم

جنس زر کیطرح سی گھر کے گھری میں ہیں سے
دیکھنے پائے نہ ہرگز صورت بازار ہم

باغبان سے بلتجی ہو کون گل کیواسطے
گل سے بھی رکھتے ہیں بہتر غنچۂ منقار ہم

آہ یکہ شفتہ کریگا تجھسے جب دعوی حسن
اسکو دکھلائینگے تیری کفس زرین تار ہم

باغ کے لائق نہ قاتل خانۂ صیاد کے
طائر رنگ حنا کی طرح ہیں بیکار ہم

دیوان عاقل

۴۱

موت آئیگی جو یاد چشم مست یار مین
دفن ہونگے میان خانۂ خمار ہم

ہمسے ناحق بدگمان ہوتا ہے بلبل باغ مین
آئے ہین گل کو دکھانے سینۂ افگار ہم

آنکھ کی پتلی بناتے عکس چشم یار کو
مثل آئینہ جو ہوتے طالب دیدار ہم

ناتوانی مانع پرواز ہو سکتی ہے کب
اڑ گئے مانند رنگ چہرۂ بیمار ہم

کاٹ ڈالیں گے گلے کو اپنے تیغ رشک سے
خون سے آلودہ جو دیکھینگے تری تلوار ہم

روز محشر جب ملا اُس سے تو مجنون نے کہا
چونک اُٹھے سنکر تری زنجیر کی جھنکار ہم

نامہ بر سے کب بیان ہوگا زبانی سوز دل
خط مین لکھ بھیجینگے آنسو کا شمار ہم

غیر سے طرز وکنایہ کب گوارا ہین ہمین
مرینگے ایک دن مین ز غیرت دار ہم

از دل بے صبر اے عاقل نہ تنہا شاکیم
یکسند رسوا مرا این دیدۂ خونبار ہم

وحشت دل سے جو گھبراتے ہین ہم
کو سون صحرا کو چلے جاتے ہین ہم

بن کے مجنون بنکے جب آتے ہین ہم
کوچۂ لیلی مین تب جاتے ہین ہم

مثل بوئے گل جو تنگ آتے ہین ہم
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتے ہین ہم

طاؤس سے غرض ہے نہ کبک دری سے کام
طرز خرام یار ہی ہمکو پسند ہے
دیوانگان حسن ہین ہمسے عقلمند ہین
زنجیر کا وہ پیچ ہین زلف پری سے کام
بہتر نہین ہے پھر کوئی [illegible] سے کام
چلتا نہ سر اٹھا کے وہ پھر تیر سے دور ہین
سامان عیش اسکا اگر عارضی ہو
پڑتا اگر فلک کو تری [illegible] سے کام
کیا فقر کو ہے خوبان کی [illegible] سے کام
مجھکو یہ ہین بھٹکے وہ صحرائے عشق ہین
ہو جیکبھی نہ دولت عشاق کا بھی فیض
ای خضر کیا ہے تجھکو تری رہبری سے کام
کیا طمع ہے پھر فلک چنبری سے کام
مژگان پہ اشک کیون نہ کرین [illegible]
[illegible] سے روز فلک [illegible] سے کام
غافل نہین وہ آئینہ [illegible] سے کام
پھر دل سے اپنا کیا آئینہ [illegible] سے دور کر

| | |
|---|---|
| قطرۂ اشک شمع کے مانند | سالک منزل فنا ہین ہم |
| آکے دنیا مین یہ ہوا ثابت | وارد کاروان سرا ہین ہم |
| امر و زن پہ کچھ نہین موقوف | اچھی صورت کے آشنا ہین ہم |

خوف محشر ہے کیا ہمین غافل
پیرو آل مصطفٰے ہین ہم

| | |
|---|---|
| ہوگی شب فراق نہ شور و شغب سے کم | یہ رات تو نہین ہے قیامت کی شب سے کم |
| مانند خامہ کیون نہ چلین سر کے بل وہان | کوچہ نہین ہے یار کا جاے ادب سے کم |
| بوسے کے نام سے بھی جو نفرت ہے یار کو | اپنے ہی لب کو ملنے وہ دیتا ہے لب سے کم |
| اس سے نگاہ لطف کی امید کیا رکھین | عاشق کو گھورتا ہو جو چشم غضب سے کم |
| کشتہ اسی کو جانیو تیغ نگاہ کا | زخمی ہو جو ہو تیرے شہید نہین سب سے کم |
| جب سے کہ آگئی چمن حسن مین خزان | آئینہ دیکھتا ہے وہ گل چہرہ تب سے کم |
| دنیا مین مجکو شادی و غم ایک سا رہا | سمجھا نہ بزم غم کو بھی بزم طرب سے کم |
| ہم معتقد ہون تب اثر عشق کے جو وہ | ہمسے نہ یادہ انس کرے اور سب سے کم |

[illegible]
ای خضر کیا ہے تجھکو تری رہبری سے کام

[illegible]

جلا

جلا رہا ہے فلک یکسانہ کیوں مجکو | چراغ گور نہ شمع سر مزار ہوں میں
نہ کوہکن سے ہے نسبت مجھے نہ مجنوں سے | فنون عشق میں یکتائے روزگار ہوں میں
اگرچہ شمع نمط لاکھ بار سر کٹ جاے | قدم ہٹیگا نہ میرا وہ سر گزار ہوں میں
غرور حسن سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا | پیادہ قیس ہے اور ناقہ پر سوار ہوں میں
نگاہ لطف جو کرتے نہیں بتان نہ کریں | خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہوں میں
نہیں سفیدی کہیں جسکی فرد عصیان میں | گناہگار وہ نہیں ایسا سیاہ کار ہوں میں
زلیکہ میں نے اٹھائی ہے لذت بیداد | لگائے اور کو بھی تیر تو شکار ہوں میں
قضا بھی پھر گئی سو بار ڈھونڈھکر مجکو | فراق یار میں یہ ناتوان و زار ہوں میں
شگفتہ رہنے دے اک دم تو مجکو باد خزان | کہ اس چمن میں گل آخر بہار ہوں میں
شب فراق میں مجکو نہ زندہ رہنا تھا | دکھاؤں صبح کو کیا منھ کہ شرمسار ہوں میں
مثال آئنہ بیجا نہیں یہ حیرانی | کوئی تو سامنے میرے ہے جو دوچار ہوں میں
وہ کوہ ہوں جو گرے شیشہ میں نہ بال پڑے | جلے نہ جس سے پر کاہ وہ شرار ہوں میں
جنوں کی فصل ہے مرضی ہے یہ گریبان کی | بغیر ہاتھ لگائے ہی تار تار ہوں میں

شوق

شوق نظارہ قاتل جو پس از ذبح نہ تھا
کشتۂ چشم ترا جان کے آہوئے ختن
دیکھکر چشم خماری کی تری سرخی کو
کہین لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو
دوستان کو جو مین یاد کرون ای ساقی
شیفتہ صورت خوبان پہ نہوتا ہرگز

کیون کھلی رہ گئین میری تہ خنجر آنکھین
سنگ تربت سے مری ملتے ہین اکثر آنکھین
شرم کی مارے چُراتی ہین کبوتر آنکھین
آہوئے نجد بچھاتے ہین زمین پر آنکھین
وہین بھر آئین مری صورت ساغر آنکھین
صانع خلق بناتا نہ مری گر آنکھین

دید گلزار جہان اور بھی کر لے غافل
بند ہو جائین گی اک روز مقرر آنکھین

کون کہتا ہی کہ ہم عشق نہان رکھتے ہین
تیغ ابرو پہ گھمنڈ اتنا بتان رکھتے ہین
دیکھ سے لالہ و طاؤس سے بھی چھپ نہ سکے
اثر سوز جدائی سے وہ جل جاتے ہین
کلفت دل ہی سے جاتا ہون پس مرگ دیا

اشک خونبار و نہ ہونٹھون پہ فغان رکھتے ہین
نہ تو تلوار نہ خنجر نہ سنان رکھتے ہین
یہ ہمین ہین جو تری داغ نہان رکھتے ہین
یار تربت پہ مری پھول جہان رکھتے ہین
میری چھاتی پہ یہ کیون سنگ گران رکھتے ہین

کتنا خوبان جہان تنگ دہان رکھتے ہین
جس سے باتون مین لگا لیتی ہین
ہم بھی غافل وہ زبان سحر بیان رکھتے ہین
کر سع رفان برہ وہ تری سے اٹھا دیوین
ہر سالکن محفل کو پروانہ بنا دیوین
ان ظلم کے مارون کو کب بزم مین جا دیوین

| | |
|---|---|
| کہو سے عاشق و معشوق مقابل تو کیا | آنکھ تصویر سی تصویر ملانے کی نہین |
| تری پازیب کی جھنکار یہی کہتی ہے | بخت خوابیدۂ عشاق جگانے کی نہین |
| چینی رنگ پہ اک شوخ کے ہم عاشق ہین | زردی چہرہ کبھی چہرے سے جانے کی نہین |
| گر ترے عشق مین بدنام ہوا ہین تو مجھے | حور جنت بھی کبھی پاس بٹھانے کی نہین |
| اپنے مجنونکی ذرا دیکھ تو بے پروائی | پیرہن چاک ہوا اور فکر سلانے کی نہین |
| وقت رخصت یہی مجنون نے کہا لیلی سے | پھر جو آئیگی تو جیتا مجھے پانے کی نہین |
| بزم خوبان مین مناسب نہین نالہ کرنا | چپ ہوا ہے دل کہ یہ جا شور مچانے کی نہین |

روز و شب اسکی اطاعت ہی مین رہنا غافل
یار بگڑے گا تو کچھ بات بن آنے کی نہین

| | |
|---|---|
| بسمل تیغ خون چکان ہون مین | یعنی ایک دم کا میہمان ہون مین |
| مجھ مین اور یار مین ہے اتنا فرق | بے دہن وہ ہے بے زبان ہون مین |
| مثل تصویر لیلی و مجنون | یار بھی ساتھ ہے جہان ہون مین |
| ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا | کس قدر تنگ کاروان ہون مین |

کہدیجیو اے باد صبا شاہد گل سے
تیرے لیے روتا ہی کوئی نجد کے بن مین

آتا ہی جو وہاں اُس قد موزوں کا تصور
لگ لگ کے گلے سرو کے روتا ہون چمن مین

سر کوئی اُٹھاتا نہین آگے مرے غافل
بیٹھا ہے عمل جب سے مرا ملک سخن مین

کسطرح نالہ کرے بلبل چمن کی یاد مین
گھس گئی اُسکی زبان تو شکوۂ صیاد مین

داد خواہونکی اگر پرسش ہوئی روز جزا
سب سے پہلے آئینگے ہم عرصۂ فریاد مین

کیا لپٹ جائین ترا قامت سمجھکر اُسکو ہم
یہ نزاکت یہ صباحت ہی کہاں شمشاد مین

کام معشوقون سے بھی عاشق کا لیتا ہی یہ عشق
کیون نہ شیرین جان دے اپنی غم فرہاد مین

دامن ال اے نسیم گلشن جنت نہ کھینچ
لگ گیا ہی جی ہمارا اس خراب آباد مین

حشر تک بھی کھینچ نہین سکتی کی صورت یار کی
گر یون ہی بحث رہیگی مانی و بہزاد مین

کوچۂ جانان مین یارو کون سنتا ہی مری
مجھسے ان پھرتے ہین لکھون داد بیداد مین

شعر کہنا آپ سے غافل کبھی آتا نہین
عمر اک جبتک نہ کھوے خدمت استاد مین

نازِ ہر گز نہ کرے آئینہ سازِ آہن
حلقۂ جوہرِ شمشیر کا کھلتا نہیں بھید
پانوں پڑتی ہے سلاسل کی جا زنداں میں
تیری خنجر نے جو منہ موڑ لیا ذبح کے وقت
خطِ تقدیر مٹانے سے کوئی مٹتا ہے

دستِ اعدا میں جو دیکھے جو گدازِ آہن
منتظر کب کا ہے یہ دیدۂ بازِ آہن
باعثِ قید ہی میرا یہ نیازِ آہن
ہو گئے ہم تو ہیں کشتۂ نازِ آہن
کبھی صیقل سے نمود طرازِ آہن

تیرہ بختی میں مرے عیب نہاں ہیں غافل
جیسے زنگار میں پوشیدہ ہو رازِ آہن

فردِ عصیاں کی سیاہی کا ہمیں کچھ غم نہیں
مجمعِ خوباں مرقع سے ذرا بھی کم نہیں
بوستاں میں بھی دلِ غمگیں مرا خرم نہیں
کب تہ و بالا مری افغاں سے اک عالم نہیں
تیری روئے صاف سے نسبت نہیں ہے کچھ اسے
گریۂ مجنوں کے ہیں آثار باقی آج تک

ابرِ رحمت ہی ہمارا دیدۂ تر کم نہیں
کون سے محبوب پر تصویر کا عالم نہیں
تختۂ تابوت سے تختہ چمن کا کم نہیں
صورِ اسرافیل سے نالہ مرا کچھ کم نہیں
ہیں نہاں سے روئے گل پر قطرۂ شبنم نہیں
اوس کے قطرے ہیں کچھ داماں صحرا نم نہیں

[illegible]

آفتاب حشر ہے پیالہ جام زر ابر
شور قلقل ... عیش کم نہیں
حسن کی زینت ہے زیور ... نہیں
کان میں لٹکے ہے ... نہیں
کس بھبھوکے ... فراق
کونسا ... نہیں
کیا پریشانی کی ... نہیں
فخر ہے ... ہم
اس نزاکت کے ...
جان بھی ہے کوئی ... خاتم نہیں

وصل کی شب تو مجھے لینے دو اپنا کام دل
حلقۂ گیسو تو کیوں تیا ہے دست غیر میں

میری وحشت دیکھکر آہو بھی حیران رہگئے
ایک عالم ہے منور نور حسن یار سے

کتنے ٹیڑھونکو بنایا دم مین سیدھا یار نے
ہم ہین یا تم ہو یہان اور کوئی نامحرم نہین

اے پری دیو کے شایان تو یہ خاتم نہین
جو کری بھجلے ہین ایسی وہ کہتا یم نہین

کون سی جا پر تو افگن نیر اعظم نہین
کون سے سرکش کی گردن اسکے آگے خم نہین

جان بلب رہتے ہین غافل فرقت معشوق مین
گر یہی اسکا تغافل ہے تو اک دن ہم نہین

حرص سے خالی یہان کوئی بنی آدم نہین
ہم فراق یار مین مرتے سہی کچھ کم نہین

ہین جو مجنون ہو رہے جیسے عریان تنی کا غم نہین
کب ہی خط مین رقم حال دل پر غم نہین

یارنے افشان جو چھڑکی زلف مین تو خم نہین
ہے تنور نوح میرا دیدۂ پر نم نہین

بے غرض ہوتی تو پھر بندہ خدا سے کم نہین
جیون گلی تصویر ہر گز تن مین اپنے دم نہین

گرد صحرا کی لباس فاخرہ سے کم نہین
کونسا ہے دائرہ جو حلقۂ ماتم نہین

کوڑیالا سانپ ہے کچھ اسمین اتنا سم نہین
کونسا آنسو کا قطرہ ہے جو رشک یم نہین

اے سلیمان جہان یہ دست نگین میں ہے ...
حلقۂ چشم پری ہے حلقۂ خاتم نہین
نام کو ... اہل ظرف کا
جام سے شہرت ہے جم کی ... جم نہین
سینۂ ریشان محبت کی ...
زخم لگتی ہین ... قطرۂ شبنم نہین
... فردوس کے یار مین

... شیطان ... آدم نہین
...
کون ... نہین
... نہین

ایکدن بلبل فنا ... نہین
... غافل ... نہین
... نہین

لگیا تھا کیا بدن سے غیر کے تیرا بدن
جو پسینے مین ترے وہ عطر کی خوشبو نہین

دیکھکر افسونگری تیرے لب جان بخش کی
سامری کہتا ہی یہ اعجاز ہے جادو نہین

جسکو کوے یار سے الفت ہی کچھ بعد فنا
گو رمین بھی اسکا قبلہ کیطرف کو رو نہین

کر مدد ای دست تیشہ تو ہی ایسے وقت مین
کوہکن کا اب تو کوئی قوت بازو نہین

ہم یہ روئے ہین فراق یار مین مثل حباب
چشم تو ہم ہی پر اسمین نام کو آنسو نہین

یہ بھی نادانی ہی جان دینا وصال یار مین
گرچہ پروانہ ہون پر جلنے کی مجھ مین خو نہین

کیا تماشا دیکھیے اس قلزم پرشور کا
چشم وا کرنے کی فرصت جیون حباب جو نہین

اپنی خوش چشمی پہ اے آہو نکر اتنا غرور
چشم مجنون مین سگ لیلی سی بہتر تو نہین

جب نہ تب ہوتا ہی اسمین آرزوے دل کا خون
مسلخ قصاب سے کچھ کم مرا پہلو نہین

کب نہین روتا ہون تیری ساق پا کی یاد مین
کب ہر اک کوچے مین آگر آب تا زانو نہین

قید ہو کر دل نے پائی بند غم سے مخلصی
ہی حصار عافیت وہ حلقہ گیسو نہین

ہی کف نظروں مین میری جو گل مہتاب ہے
یار بن یہ شمع تربت ہی گل خوشبو نہین

رو دی روتی غم مین مجنون کے ہوئی ایسی سپید
وہ سیاہی اب میان دیدۂ آہو نہین

[illegible]

مثل کمانی سے نظر آئے سپاہی آب مین
یاد مین گیسو کی تیرے گر پڑا ہون بیل اشک
حلقہ گرداب ہے مہ گویا ہی آب مین
یوہین بطن گرم گاہی آب مین
اژدہا جو تیغ ہے علق ہائی آب مین
کیسی آنکھی تھی یہ تیغ نگاہی آب مین
اندازون ای تیغ فشان ہیں یہ سماں میں
ہر دم ہے جھکی ہیں قزاق شتہ سا غر غافل
آئینہ خانہ ہیں ہیں ہی یہ بری خانے مین
فریدون کا سدا ہی مین گذر ہوتا ہے

کیا ہوا تھا نور مقابل تیرے ہنگام غسل
پاؤن پڑتا ہی برے عذر وا ہی آب مین
امن مین رکھی ہی بیان سیل بلا سے الغرض
کشتی تن کو ہی کب خوف تباہی آب مین
تجکو بہائی ہی حباب دوکی طرز انفعال
ہی وہ سرو رحبابا مین بیگناہی آب مین
اہل یونان کی طرح گو دعوی حکمت ہی

کیون نہ ترکش کا گمان ہووے ہر اک کو اسپہر
کہ ترے تیر دلکے سینے مین مرے خانے ہین

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل
نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

مبتلا رنج مکافات مین فرزانے ہین
پرسش حشر سے فارغ ہین جو دیوانے ہین

گل عارض پہ کسی کے ہمین گل کھانے ہین
داغ تو لالۂ صحرائی کو دکھلاتے ہین

غلبۂ کفر ہے یہ دور بتان مین نجدا
ایک کعبہ ہے اگر لاکھ صنم خانے ہین

کسکی آمد ہے جو ساقی نے تکلف کیا
کہ گلابی ہین سبو سر مئی پیمانے ہین

خوش نصیب انکے جو ہون عمرہ نیکان مین شمار
ہین جو تسبیح سے زائد وہ کوئی دانے ہین

ان پتنگون سے ہمین جانی مین کیا نسبت ہے
ہم چراغ رخ پر نور نے پروانے ہین

آمد آمد جو سنی ہے تری اے غیرت شمع
مہتمم آج مرے بزم مین پروانے ہین

اب بھی باز آئے اگر غیر کے ملنے سے وہ شوخ
وہی باتین وہی چرچے وہی یارانے ہین

ہمسے کچھ اشک ندامت کا نہ حاصل پوچھو
ہونگے سرسبز قیامت کو یہ وہ دانے ہین

منتظر تیرے شہید آج کے ہین کیا جنت مین
کف حوران بہشتی مین جو پیمانے ہین

نور تیرا کرے رنگ آتشین ہے آب مین
نامۂ اعمال کو سیر ہوا آب مین
موج ان اشکون سے طوفان بپا ہی آب مین
جبتک کو مرتی کی ہوئی ہے اختیار
فاقہ مین ان کا ہوا ہی آب مین
قطع تیغ موج سے ہو گا ہی آب مین
آب و ضو بدوش افزا ہی آب مین

دل سکا لینا جو کوئی بیکسی کا
نہین ہی تیرا یہ سخت زبان رہتی ہین
عشق مستی ہے جو دیوانہ نافذ کا یہین
ہو انکا ہی لب لالی بیان ہوتا ہین
یارہو تا بیکسی کا بیان ہوتا ہین
دولت

دوست کسکا چار دن فصل جوانی ہوتا نہین — ایکسے اوپر مجکو دشمن کا گمان ہوتا نہین

نرمی اندام خوبان پر یہ ہوتا ہی گمان — عضو عضو تن مین انکی استخوان ہوتا نہین

شرم عصیان سے جھکی ہی اسقدر گردن مری — ورنہ اتنا طوق آہن تو گران ہوتا نہین

کب غریبون پر نہین ہوتا وہان تیغا علم — کب گلی مین آپکے شور الامان ہوتا نہین

روز ہجران مین قیامت سارے محشر کے آثار ہین — کیون زمین پھٹتی نہین شق آسمان ہوتا نہین

حسن وہ شی ہے اگر کوئی زر گل کی طرح — لاکھ پردے مین چھپانے پر نہان ہوتا نہین

کیا سرائے پر خطر ہے اپنا یہ جسم گلی — جو فرد کش اسمین دم کا کاروان ہوتا نہین

ہم تو اس گلزار مین رکھتی ہین اپنی بود و باش — ایک بلبل کا بھی جنمین آشیان ہوتا نہین

کس طرح عمر گذشتہ کی تلافی کیجیے — ہو گیا جو پیر وہ ہرگز جوان ہوتا نہین

عشق ذ صحت مین یہ صورت بنائی ہی مری — اسقدر بیمار زار و ناتوان ہوتا نہین

مین تو اس ہدود ریعے تنگ ہون پر کیا کرون — دور پیشانی سے سجدے کا نشان ہوتا نہین

حشر تک رہتی ہی غافل شعر رنگین کی بہار — ہر یہ گلشن کہ جو ہرگز خزان ہوتا نہین

کوئی تو ہی مجلس آرائے طرب بیرون زمین — آگے پیچھے جو چلی جاتی ہین سب زیر زمین

خاک صحرا سر پہ اے مجنون اڑاتا ہی جو تو
گرد مین تجکو نظر آئیگا پھر محمل کہان

دیر مین ہمنے تجھے دیکھا نہ بیت اللہ مین
عمر رفتہ پھر بسر کی تونے اے غافل کہان

پیدا ابرنگ مار اگر دو زبان کرون
دن رات وصف زلف دوتا ہی بیان کرون

کہتی ہے برق خندۂ گل یہ کہ تو سہی
بلبل جلا کے خاک ترا آشیان کرون

مسجد بھی قتل گاہ شہیدان ناز ہے
زاہد تو ہی بتا کہ مین سجدہ کہان کرون

آثار مرگ ہین مری چہرے سے آشکار
صدمے شب فراق کے کیونکر بیان کرون

کس دن امید اس سے بر آئی مری جو مین
دست دعا بلند سوے آسمان کرون

جس سے دہل گیا تھا دل حاملان عرش
آتا ہے جی مین پھر وہی شور و فغان کرون

دو گام مجھ مین چلنے کی طاقت نہین رہی
کس منہ سے قصد ہمرہی کاروان کرون

وہ گل ہے اب چمن مین نہ بلبل نہ باغبان
یارب مین کس سے شکوۂ باد خزان کرون

پہلو مین دون جگہ ترے پیکان تیر کو
اپنی کسی طرح سے تو خاطر نشان کرون

غافل بقول مصحفی فخر شاعران
دل ہی نہین رہا جو مین یاد بتان کرون

غافل

خالق کو رحم آئے جو غافل کے حال پر
سارے گناہ نامۂ عصیان سے دور ہون

بے درفہ چشم تر سے آنسو بہا دیے ہین
مٹی مین ہمنے کیا کیا موتی ملا دیے ہین

لب اپنے لب سے تیرے اُسنے ملا دیے ہین
کیا ذکو بھی خدا نے بخت رسا دیے ہین

صورت گر ازل کی دیکھو تو دستکاری
حورون سے آدمی کے نقشے ملا دیے ہین

خوبی مین کوئی تجھسے وہ اڑکے چل سکے ہے
خالق نے گو پری کو دو پر سوا دیے ہین

آنکھین ہین جنکی بینا انکو جمال حق نے
پردے مین آدمی کے جلوے دکھا دیے ہین

مقتول چشم تیرے اُٹھے نہ چشم کو بھی
ایسے نظر سے اپنی تو نے گرا دیے ہین

قاتل کی تا شکایت آوے نہ اپنی لب تک
زخمون کے ساتھ منھ پر ٹانکے لگا دیے ہین

تیرے خرام نے تو محشر کیا ہے برپا
مردے جلا دیے ہین سوتے جگا دیے ہین

سوز جگر سے اپنے ہین خشک دیدہ تر
گریانے یان کنوئے کے پانی سکھا دیے ہین

چھٹکی ہے چاندنی سی جو یون شب سیہ مین
ہمرہ نے موگیسو کیسے ہٹا دیے ہین

لیلی ہے منھ چھپائے جاتی ہے قافلے مین
اور رو نے محملون کے پردے اٹھا دیے ہین

باندھے طوق طلائی کو بلال گردن
اسوقت لیے ہیں یہ جا بیری گرا اسے غافل
ضعف پیری سے ہوا اب تو یہ حال گردن
سر اٹھانا بھی ہے اک بوجھ اٹھانا مجکو
نہ غم خنجر ہے اور نہ ملال گردن
گردنی قتل میں ہوئی ہوں ابھی تو
دست گلچیں تو دورہ کر نہ ہی خیال گردن
دیکھے ہاریہ ہو تار نگہ کا [illegible]
مجکو دستک [illegible] طوق وبال گردن
میں بھی پیدا ہوں اک سرو روان کا قمری

نالہ کرے نہ بلبل اسکے مرے چمن میں
پروانہ وار نہ اوڑی میں ہوں جس انجمن میں
خاک شفا رکھی ہے گر ہو مرے کفن میں
تپ ہے تیری جدائی سے مشتعل بدن میں
تیرے دہن سے نسبت کس گل کو ہے چمن میں
اک غنچہ سے سوا اسکے دندان نہیں دہن میں
کچھ کیا اثر وصف صفائے عارض

| | |
|---|---|
| کنج لحد میں کیونکہ نہ گھبرائے دل کہ واں | ہمدم نہیں رفیق نہیں ہم زبان نہیں |
| واں کون پوچھے عجز و نیاز فقیر کو | جس جا قبول طاعت گردن کشان نہیں |
| مجھ نالہ کش کی کوئی سمجھتا نہیں زبان | کیا اس چمن میں مرغ کہن آشیان نہیں |
| سب ڈھونڈھتے ہیں کعبہ و بتخانے میں جسے | دل کے سوا زمانے میں اسکا مکان نہیں |
| مجنوں سے کوئی کہدے نہ ایسا ملے گا وقت | جاتا ہے ناقہ لیلی کا اور ساربان نہیں |
| ملک عدم کو جانے کو کیا ساتھ چاہیے | درکار اس سفر کے لیے کاروان نہیں |
| عزلت گری کا مری باعث نہ پوچھیے | مجکو دماغ صحبت نواب و خان نہیں |

غافل نہ پوچھ مجھسے تو وصف دہان یار
احوال عیب ہے یہ کسی پر عیان نہیں

| | |
|---|---|
| ہے کسے شوق شہادت میں خیال گردن | شمع سان ہے میں سر اپنا وبال گردن |
| تیرہ بختی کو مرے جیسے ملا حسن قبول | خال رخسار کہیں ہے کہیں خال گردن |
| تیغ تو اسپہ سمجھ کرکے لگانا جلاد | کہ مری ہر رگ گردن ہے مثال گردن |
| پردۂ شب میں کوئی نور سحر چھپتا ہے | کب نہاں جعد میں ہو حسن جمال گردن |

گر یہ کہیں نہیں ہیں اوراق یاسمن میں
بینا نہیں ہیں آنکھیں یعقوب کی و گرنہ
دیکھلائی دیوے یوسف اسکو پیرہن میں
[illegible] سر سے نقاب اوڑھن میں
دنیا ہے [illegible] صفا
[illegible] سرکشان میں

مانند ماہ [illegible] انجمن میں
[illegible]

انجمان

مژگاں کی یاد میں کب آتی ہے نیند مجکو
یہ سوئے تو نہیں ہیں ہیں یہ سیان بدن میں

سر بھی سفید شام غربت میں ہو چلا ہے
ای کاش یہ سحر تو ہوتی مجھے وطن میں

مجنون میں اور مجھ میں چندان نہیں تفاوت
یکتا ہیں اپنے فن میں کامل وہ اپنے فن میں

دست قضا کے اُسنے تیشہ کیا حوالے
قوت جب رہی کچھ بازوی کوہکن میں

جلتا تھا میں جو یاد لعل بتان میں شب کو
جو شعلہ دل سے اٹھا جا کر بجھا یمن میں

کسکی صفائے تن کا کشتہ ہوں میں جو ای دل
دھبا نہیں لگا ہے اب تک مری کفن میں

عاشق ہوں میں نرالا سب سے طریق میرا
مذہب میں شیخ کے ہوں نے کیش برہمن میں

ڈرتا نہیں کسیکی میں حرف گیریوں سے
جاے سخن کسی ہے غافل مرے سخن میں

کون ہے وہ جو گرفتار علائق یان نہیں
عالم ایجاد پھر کیا ہے اگر زندان نہیں

دست نازک سو کٹے گی کسطرح گردن مری
زور بازو میں نہیں خنجر ترا بران نہیں

غنچۂ گل کے چٹکنے سے یہ آتی ہے صدا
دید کے قابل بہار گلشن امکان نہیں

بیکسی پر اپنی وہ کشتہ نہ روے کیا کرے
جسکے خون کا حشر کے دن بھی کوئی پرسان نہیں

ہوتے یادوں میں بسر پر شب ہجران نہیں
نالان عرش سے کہدو کہ میں کچھ ای فلک
تم کہتے ہیں ہمارا نالہ پر سوزان نہیں

عمر باقی ماندہ گذرے یاد میں انکی
اب بھی ارمان غافل اور کچھ ارمان نہیں

نیند آتی ہے بسکہ بیخودی میں چھپاتے ہیں
وہ زلف وہ چشم کے جادو بیان میں
چشم سے کچھ کہتی ہے کس ہنر سے
دل کو ایک تیر سے ایمان لیا اسکا ایمان میں
بار کیا ہے اسکے ساتھ سبب کیا
کچھ اسکی سو ہے وہ زنار کچھ ان کا بیان نہیں
پند ہے ای پیر و دل لگا کے میں نہیں دیکھا
لطف دیکھے جو ایسا سنا ہے پیمان نہیں
دو روز کا جی کو جو نشین جو ہے سنا

# دیوان غافل



تذکرے مداح ہم تمہارے ہیں
غربت کوئی دم بدم تمہارے ہیں
اسے خوبان کون سی ہے اسے خوبان
ہم تمہارے ہیں ہم تمہارے ہیں
عہد و پیمان کا اعتبار ہو کیا
جھوٹے قول و قسم تمہارے ہیں
نک دو دم میں ہمارے ساتھ سے وہ
کافر دو صنم تمہارے ہیں
انکھیں لگی ہیں غنچے کو دیری
کی وہ نقش قدم تمہارے ہیں
اب اور ایسا ہیں ہم سے کم معلوم
جادو بھی یہ بھی دم تمہارے ہیں

خط

خط نویسی یہ ہے تو مشتاق تو
دل نہ سلجھا الجھ کے لے زلفو
اے خوشا حال انکا جو خوبان

ناتھ اک دن قلم تمھارے ہین
خوب ہی پیچ و خم تمھارے ہین
کشتہ تیغ غم تمھارے ہین

رات روئے نہین تو کیون غافل
دامن و جیب نم تمھارے ہین

کوہ و صحرا اک ہماری دم سے آباد ہین
عہد کا اپنے ہمین مجنون ہمین فرہاد ہین

مجلس رنگین خوبان کم نہین گلزار سے
گل ہین ہم بیٹھے ہین جو استادہ ہین شمشاد ہین

نالہ زنجیر مجنون سے یہ آتی ہے صدا
قید کی لذت وہ کیا جانین کہ جو آزاد ہین

پاس ناموس وفا خاموش رکھتا ہے ہمین
درد دل ذرا سر ہم لب فریاد ہین

داد خواہون کے الگ کیونکر نہ بیٹھین حشر مین
کام کیا اسے کہ ہم تو کشتہ بیداد ہین

ہم یقین قید قفس سے جلد ہین آزاد ہون
میرے نالے ناگوار خاطر صیاد ہین

کسنے یار رب بہار کے مانند چھیڑا ہے مجھے
عضو عضو تن مرے جو مائل فریاد ہین

دیکھنے کی تیرے کس کس کو نہین ہے آرزو
وہ بھی ہین مشتاق تیرے جو کور مادر زاد ہین

[illegible]

| | |
|---|---|
| تو نے جو چاہا وہ قسمت میں ہماری لکھا | حرف ہم پر تو کچھ اے کاتب تقدیر نہیں |
| کون آگاہ ہے معنی سے تری صورت کے | یہ وہ مصحف ہے کہ جسکی کوئی تفسیر نہیں |
| کسکو زخمی نہ کیا خنجر مژگاں نے ترے | کون تیر نگہ ناز کا نخچیر نہیں |
| سینہ ریشان محبت دہن زخم کی طرح | منہ تو رکھتے ہیں مگر قوت تقریر نہیں |
| راحت عالم طفلی کا نہ پوچھو احوال | یاد اس خواب فراموش کی تعبیر نہیں |
| دشمن و دوست سبھی پھر گئے ہم سے یکبار | اور یہ کیا ہے زمانے کی جو تاثیر نہیں |

کون سی چیز پہ غرہ ہے تجھے اے غافل
اب وہ دولت نہیں منصب نہیں جاگیر نہیں

| | |
|---|---|
| کیں نہ اک دست جنوں نے پیرہن کی دھجیاں | مر گئے پر بھی اڑائیں سب کفن کی دھجیاں |
| جامہ ہی گر بھی ہے تو مر اگلگوں قبا | لیگا اکدن سبزہ پوشان چمن کی دھجیاں |
| غش سے کچھ ہو چلا اسکو افاقہ اے صنم | کھولدے اب دو پارہ برہمن کی دھجیاں |
| گر تری آئی قبا لو احتیاج بند ہو | کیجیے اس اطلس چرخ کہن کی دھجیاں |
| گر یونہیں باہم رہیگی جنگ تیرے حسن پر | ایکدن ہونگی لباس مرد و زن کی دھجیاں |

جو لوگ بیٹھے ہیں آرام سے سفینوں میں
یہ آب و تاب ہے ہرگز نہ کوئی بیجا سے
ملا دوں لخت دل اپنے اگر نگینوں میں
غیر جو شاہوں کو ہو اپنا فقیری سے
بچھائیں بوریے کا فرش شہ نشینوں میں
زمانہ پلٹا ہے حیدر [illegible] خوان نعمت سے
وہ کون ہے جو نہیں [illegible] ریزہ چینوں میں

[illegible]

نہین ہی اصل حقیقت سے کوئی آگاہ
اسی سبب سے پڑا اختلاف دینون مین
جہان جہان عرق افشان وہ یار گذرا
چمک رہی ہین ستارے سمان زمینون مین
نہین ہی قاقم و سنجاب کی ہمین پروا
فقیر ہین ہین خوشی اپنی پوستینون مین
زمین شعر کی دیکھی فضل زمینون مین

بلائیگی کسکو مجھے دولت ہم آغوشی — پھڑکتے ہین مرے بازو جو آستینون مین
رکھے ہو لاکھو نین اک آدھ جوہر خوبی — نہین ہی معدن الماس سب ہینون مین
نہین ہو دل پارہ کی سی آنین سیر — کرور مرتبہ دیکھا ہزار سینون مین
جنھونکو زیر نگین تھا کبھی یہ ہفت اقلیم — رہا نہ نام بھی اُن لوگون کا نگینون مین
شہید پنجۂ رنگین ہون دیکھا مرا خون — حنا کی طرح سے بٹ جائیگا حسینون مین
غضب خدا کا وہ بن بیٹھین صاحب خرمین — جنھین سمجھتے ہین ہم اپنی خوشہ چینون مین

چھپے ہی صورت اشراف بھی کہین غافل
زمانہ لاکھ ملائے ہمین کمینون مین

اُسی پہ پڑتی ہی آنکھ اپنی نازنینون مین — ملے ہی جب سے شباہت تری حسینون مین
وہ بن سنور کی جو کل آئے نازنینون مین — رقیب ہو گئے میرے کئی حسینون مین
کسی کی لعل مصفا کی یاد مین ہمنے — شراب سرخ رکھی بھر کے آبگینون مین
شب فراق مین بہلائین کسسے دل اپنا — نہ ہمدم ہو نہ کوئی ہی نہ ہمنشینون مین
کیا ہی نالۂ بلبل سنے کیا خفا انکو — پڑی رہی ہو جو مین غنچون کی جبینون مین

شام شب وصال کو ہوتے نہ دون مین صبح
دور فلک جو ہوتے مرے اختیار مین

کسطرح اسکے خاک مین ملنے کا غم نہو
پالا تھا طفل اشک ہمنے کنار مین

نالے کا ضبط بعد فنا بھی نہو سکا
سوراخ پڑ گئے مری سنگ مزار مین

آیا جو یاد اسکا رخ آتشین ہمین
سینے کا داغ تازہ ہوا لالہ زار مین

لخت جگر نہین ہین یہ اشک خون کے ساتھ
گل پھول بہ چلے ہین یہ سیل بہار مین

توڑے ہین ہمنے شیشہ و ساغر نشے کی بیچ
ٹوٹے نہ پھر بدن مرا کیونکر خمار مین

جنکو بیان تناسب اعضا پہ تھا غرور
اک ڈھیر ہڈیون کا ہی انکے مزار مین

تیر اسکا ملتفت جو نہین ہے ادھر نہو
وا چشم دام تو ہے مری انتظار مین

وہ جور چرخ ہمسے جو وان بھی جدا رہا
آیا ہمین قرار نہ دار القرار مین

میری گداز دل ہی سے سیرابی تھی مجھے
مین نخل موم ہون چمن روزگار مین

باہر کہان ہے مجھسے مرا گوہر مراد
دریا تو یان ہی صورت ساحل کنار مین

دانستہ باندھتے ہین جو مضمون غیر کو
غافل وہ شاعرونکے نہین ہین شمار مین

اندیشہ جیسے ہو دل ناکردہ کار مین
جوش جنون یہی جو فصل بہار مین

[illegible]

دست جنون سے کیون نہین ٹکڑے ہین چاک ہم
دامن سے اندرون نہ گریبان سے اندرون

غافل نہ رو رہین کیا کرین ایام ہجر مین
کہنے مین لگے دیدۂ گریان ہے اندرون

جوش بہار لالہ و ریحان ہے اندرون
بس سچ فقل مین رخشان ہے اندرون

آنکھون سے کسکا روے کتابی عیان ہوا
مجموعۂ حواس پریشان ہے اندرون

مجنون سے بعد مجھکو ملی شاہی جنون

| | |
|---|---|
| اللہ ری شرم حسن کہ مجنون کو دیکھکر | چھپ چھپ گیا ہی ناقہ لیلی غبار مین |
| تلووں سے میرے آگ لگی مارے رشک کے | مہندی لگائے غیر جو پاے نگار مین |
| شوق شراب خواہش بوس و کنار ہو | کیا کیا ہین حسرتین دل امیدوار مین |
| دعوت کسی کے خنجر پیکان کی کیا کرون | اک قطرہ خون نہین ہی مرے جسم زار مین |
| یکسان زمین سے قبر کو میری بنائیو | مین مرگیا ہون حسرت بوس و کنار مین |
| اس عالم فنا مین تو پایا نہ ہمنے چین | آرام کچھ ملا بھی تو کنج مزار مین |
| نسبت پری سی دیتے ہین ای حور جو تجھے | کرتے نہین ہین فرق وہ کچھ نور و نار مین |
| سر کھیتے ہین سب معرکۂ آرای عشق مین | نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار مین |

اے غیرت مسیح خبر اسکی جا کے لے
غافل تڑپ رہا ہی ترے انتظار مین

| | |
|---|---|
| تر اشک خون سے گوشۂ داماں ہے اندرون | کیا آب و رنگ پر یہ گلستان ہی اندرون |
| غنچے کیطرح چاک گریبان ہے اندرون | جوش جنون ہے فصل بہاران ہی اندرون |
| کیا سیل اشک نے مرے صحرا کی راہ لی | کوسون تلک جو سبز بیابان ہے اندرون |



دیوار و در سے

ایک گل سو لاکھ گل ہوتے ہین پیدا دھوپ مین
نخل مومی کا کوئی دیکھے تماشا دھوپ مین

چاہیے عاشق کو چھتری اور پنکھا دھوپ مین
ابر دود آہ کا کافی ہو سایا دھوپ مین

طرفہ ہی اوقات ہم وارفتگان عشق کی
رات کو ڈھونڈھا تا اُنکو چاندنا دھوپ مین

گریۂ مجنون سے شادابی نہوتی گر اُسے
سوکھ جاتا مرقد لیلی کا سبزا دھوپ مین

آفتاب حشر کی کیونکر انھین آئیگی تاب
جلتے ہین جو رکھ کی یان سر پر دوپٹا دھوپ مین

آیینے کو دیکھو اُسکے روے روشن کے حضور
برف کا جسنے ندیکھا ہو پگھلنا دھوپ مین

ہو یدا آنے سے نہین پہچان سکتی ہم اُسے
اسقدر سنولا گیا قاصد کا چہرا دھوپ مین

عکس روے آتشین سے یون ہی مضطر آئینہ
جسطرح لہرا رہا ہو آب دریا دھوپ مین

ہی یقین اُس خاک سے پیدا گل خورشید ہو
تیری چہرے سے گرے جس جا پسینا دھوپ مین

چشم تر رہتی ہے اُس خورشید رو کے سامنے
جای حیرت ہے نہ پایا لا کھا دھوپ مین

خاک مین خورشید ذرے کی طرح سے مل گیا
تیری کفش پا کا جب چمکا ستارا دھوپ مین

ہم یہ سمجھینگے ضیائی ہے وہ اپنے عہد کا
جو کوئی غافل غزل ایسی کہیگا دھوپ مین

تامل کار تعمیر جہان کا جو خیال آیا
بھر آئی آنکھ خالی دیکھکر قصر فریدون کو

نہ پہونچی دولت ممسک سے ہرگز فیض کو کوئی
ملا رتبہ نہ بیت المال کا بھی گنج قارونکو

قیامت کو جو ہمسے محضر خونکی طلب ہوگی
دکھا دیونگی ابھی قاتل ترے دامان پرخون کو

مہ کامل کا تو معمول ہی ہر شب کو کم ہونا
بھلا کیا اُس سے نسبت ہے ترے حسن روز افزونکو

زمین کیطرح تھک کر بیٹھ جائیگے عاقبت وہ بھی
تری سرگشتہ اپنے ساتھ چکر دین جو گردونکو

جوانا لہ عشاق بت سرو قوم ہوویگا
جوانی مین وہ سمجھیگا اپنے خط کی مضمونکو

نہین انسان نظر آئینگا یان جز مردم آبی
ڈبونے پر ہی چشم تر مری اب ربع مسکونکو

عروض بیت مین ان اشتباہ عروضکو دخل گر ہوتا
نہ دیتے سرو نا موزون سے نسبت قد موزونکو

خدا نے سربلندی جنکو دی ہو وصف قامت مین
نہ سمجھین پیش پا افتادہ وہ طوبے کی مضمونکو

مجھے اندیشہ رہتا ہی یہ جنبش سے زلفونکی
کہین نیلوفری کردین نہ اُن رخسار گلگون کو

ہی کس سرگشتہ کا مرکز آسمین اختر طالع
ہمیشہ روز و شب جو چرخ مین رکھتا ہی گردونکو

نہین ہے عشق کی مکتب مین اصلاح دل حکمت کا
سبق دیتا ہی یان اک طفل ابجد خوان افلاطونکو

بنی ہی معدن یاقوت احمر وہ زمین ساری
کیا تھا دفن جس جا یار تیری کشتۂ خونکو

مباد غیر اسکو بھی کنایہ وصل کا سمجھے
لکھا ہے یار نے نامہ بخط توامان مجکو

وہی دیوانہ پن ہے اور وہی جوش جنون اتک
جوان رکھتی ہے پیری مین بھی تیح طبع جوان مجکو

نہین لیتا ہون بوسے دی سبب خسارہ گل کے
کسی کے عارض رنگین کا ہے اسپر گمان مجکو

نہین معلوم کسنے شعلہ رو کو میرے بھڑکایا
تو دہین آگ ہو جاتا ہے وہ دیکھا جہان مجکو

وہ قاتل ہے اگر مہر تو یہ خون کی پیاسی ہے
نظر آتے ہین خصم جان زمین و آسمان مجکو

یہی رونا رہا تو دیکھنا محفل مین خوبان کی
کریگی ایکدن رسوا یہ چشم خون فشان کو

صدا جیسے سنی ہے غنچہ گل کے چٹکنے کی
نہین بھاتی ہے ای بلبل تری طرز فغان مجکو

تماشائے گلستانکی نہین پروا کچھ اے غافل
دکھائی فکر رنگین نے بہار بوستان مجکو

خدا بھی دوست رکھتا ہے نہایت بے نیازی کو
چھلے پتھر تجلی سے نہ آئی آنچ موسی کو

جو چاہے اوج اپنا ترک کر اسباب دنیا کو
کہ سد راہ اک سوزن ہوئی پائے مسیحا کو

غبار تن ہی مین تیرے نہان ہے محمل لیلی
عبث تو چھانتا پھرتا ہے مجنون خاک صحرا کو

جو شب کو ماہ ہے برین تو دن کو مہر پہلو مین
نہین نسبت کسی سے خوبی طالع مین دریا کو

مواہون کاوش مژگان کی حسرت مین جیتے جی ہے — گل مدفن ہے میری بند کرنا اسکے روزن کو

نہوویگی سیہ کارونکی پرسش آگے نیکون کے — چمن مین گل کے ہوتے پوچھتا ہے کون سوسن کو

تکلف چاہیے کیا خاکسارونکو زمانے مین — کناری کی نہین حاجت ہے کچھ صحرا کے دامن کو

اثر ہوتا جو کچھ بھی بلبل بیکس کے نالون مین — قفس کیطرح کرتے چاک ہر دیوار گلشن کو

لگاتا جا کے صندل خاکپا زاہد کی ماتھے پر — مآل کار سے ہوتی جو آگاہی برہمن کو

غرور جاہ و حشمت عشق مین ہرگز نہین رہتا — گدا کے آگے جھکواتا ہے یہ شاہونکی گردن کو

رکھا محفوظ آفات جہان سے گوشہ گیری نے — بجھا سکتی ہے کب صرصر چراغ زیر دامن کو

خرابی سے جو قصر تن کی منعم کو خبر ہوتی — عوض گھر کی وہ بنواتا کسی بیکس کے مدفن کو

نہین جاتے ہین پروانے چراغ و شمع کی جانب — ملا ہے جیسے منہ پر اپنے اُسنے موم روغن کو

صدائے آسارسے آتی ہے جان تازہ قالب مین — یہ از تار نفس مین جانتا ہون نالہ آہن کو

خیال آروے آتشناک میری دل مین رہتا ہے — جلا سکتی نہین ہے برق ہرگز میری خرمن کو

نہین ہے پرسش تیغ قضا سے انکو آگاہی — پناہ جسم جو سمجھے ہین اپنے خود و جوشن کو

فرشتونکو بھی اُس تیغ نگہ نے کیا کیا زخمی — فلک پر لیگئے جو حضرت ادریس سوزن کو

کسی محبوب کی تیغ نگہ کا کھاوی دل مین
اسیر و مین ہے اے سرو قد مانند قمری ہون
کرامت آپکی اے شیخ صاحب ہم نہ مانینگے
ہزارون گرچہ دیوانے ہوئے پیدا زمانے مین

دکھائینگے نہ یہ زخم نہانی چشم سوزن کو
نکالا کیا کوئی گردن سے میری طوق گردن کو
مسلمان آجتک سمجھے کیا ہی کسن ہمن کو
ہم ہی نے اک کیا آباد پھر مجنونکے مسکن کو

عداوت جو رکھے اُس سے عداوت آپ بھی رکھیے
یہ نادانی ہے اے غافل سمجھنا دوست دشمن کو

فرض جانا اُسے سجدہ آستان یار کو
دید بازی کی مگر در پردہ خوبی یار کو
کب کوئی خط پہونچے نشان خط روئے یار کو
اندنون پاتا ہون آب رنگ پیر گلزار کو
کیون نہ کیسے منزل مقصود کوے یار کو
بدتر از مردہ ہے وہ زندہ نہ دیکھی جو تجھے
بوسے لیکر شعلہ رویونکے شب مہتاب مین

جو لباس کعبہ سمجھا سایۂ دیوار کو
بند ابرک سے کیا جو روزن دیوار کو
کلک قدرت نے لکھا ہو اس خط گلزار کو
آبجو کس نے بنایا دیدۂ خونبار کو
ہے چمن بلبل کو اور دار الشفا بیمار کو
ہو وہ چنگا دیکھنے جائے تو جس بیمار کو
خوب سا ہمنے جلایا مرغ آتشخوار کو

مخلصی پائی اُسی نے کفر و دین کی قید سے
دام کا حلقہ جو سمجھا سبحہ و زنار کو

[illegible]

عالم رویا میں ہر شب دیکھتے ہیں یار کو
خواب میں پایا ہے ہمنے دولت بیدار کو

گلشن جنت سے کیا نسبت ہے کوے یار کو
سایۂ طوبیٰ نہ کہیے سایۂ دیوار کو

جب سے دی تشبیہ اُس سے عارض دلدار کو
برق پھینکے ہے ہوا پر مہ دم دستار کو

صاحب جوہر کو لازم ہے شرافت کا نشان
یعنی بے تمغا نہ پہچانے کوئی تلوار کو

چاہتا ہے ابلق گردون بنے توسن مرا
کہتا ہے سورج اٹھاؤن مین سپر تلوار کو

کم بہا و بیش قیمت جنس مین اتنا ہے فرق
وہ تو گھر اپنے بکا یوسف گیا بازار کو

ہم سیہ مست جنون کی سے رکتے ہین کہین کہین
کب ہوئی زنجیر مانع فیل کی رفتار کو

خانہ سازی پر عبث مرتے ہین یہ اہل دل
کیا اٹھا لیجا ئینگے سر پر در و دیوار کو

کوچۂ خوبان مین رہتا ہے ہر شب خیال
بھاندیے کوٹھا کسی کی توڑیے دیوار کو

آفتاب صبح کسکی زلف کا دیوانہ ہے
تار تار اسنے کیا جو جامۂ زرتار کو

تنگ تھا عرصہ زبس ہم پر قفس کے باغ کا
کھولتے بھی ہم نپائے غنچۂ منقار کو

پہلے نکلے دل سے نالہ پیچھے آنسو چشم سے
فوج سے آگے ہی رکھتے ہین علم بردار کو

جسنے کھایا دل کے اوپر یار کا نیش نگاہ
خانۂ عقرب وہ سمجھا روزن دیوار کو

| | |
|---|---|
| صدمہ کچھ کانٹوں کا پہونچا اور ٹوٹے آبلے | طی کیا ہمنے صبا کی طرح دشت خار کو |
| ابر ہے مطرب ہی گلشن ہی شب مہتاب ہے | آج گھر جانے نہ دینگے اس بت میخوار کو |
| مجھ بیابان گرد کا ہی خضر گر دینا تھا ساتھ | آزما لینا تھا پہلے طاقت رفتار کو |
| چشم عاشق سے نہ اپنا چہرہ رنگین چھپا | کب کسی بلبل کی لگتی ہی نظر گلزار کو |
| صدقے کر عارض پر اپنے جسجگہ پھینکے تھے پھول | طوف کو واں آئی بلبل چھوڑ کر گلزار کو |
| اس پری رو کی گلی سے گر نکالے دربان | بنکے سایہ ہم لپٹ جاوین در و دیوار کو |
| عارض یوسف جو انگارہا آتا ہی نظر | دیکھکر جلتا ہی کسکی گرمی بازار کو |
| زلف مشکیں اسکی ہوویگی اگر عنبر فشان | مفت بھی کوئی نہ لیگا نافہ تاتار کو |
| زندگی سے اک مریض عشق ہی مایوس ہے | ورنہ امید شفا ہوتی ہے ہر بیمار کو |
| پنجہ مژگان نے آنسو کی مری جانی نہ قدر | ہاتھ سے دیتا نہ تھا ایسے در شہوار کو |

کب ہے اے غافل ہمیں اندیشہ روز جزا
جانتے ہیں اپنا حامی حیدر کرار کو

| | |
|---|---|
| کافر ہو جسکو اس سے تمنا زیادہ ہو | کنج چمن ہو یار ہو مینا ہے بادہ ہو |

انصاف سے بعید ہی اے صاحب لب جو
بارے یہ سودا ہو مجنون پیادہ ہو
انجام کار بار ہی تنگی کا ایسا کہ اسکی طرف
منجنیق ہی بوسہ لبوں سے ... زیادہ ہو
وہاں کی ... کہ دولت زیادہ ہو
اے ... بت ... تو ... جلوہ گاہ
کافر ہیں ... ایمان کی ... ہو
انکھا ہی ... اسلام
پہنچ ... گلستان زیادہ ہو
... ہی طرح ... زیادہ ہو
... کاوش ... ہو
مسکو ... گلستان زیادہ ہو
جا بین ... ہیں زیادہ ہو

کوئی وزیر زادہ ہو یا شاہزادہ ہو
میخانہ زمانہ میں رندوں کے واسطے
ہوسے نہ ہوسے اور کچھ یک جام بادہ ہو
رونے کی عادت اب تو زیادہ ہی بقدر
نامہ لکھوں تو آنسوؤں سے فرد سادہ ہو
جاسے ادب ہی گور غریبان نہیں ہے یہ
آئے سوار ہیں تو وہ بھی پیادہ ہو
مخفی ہے جو ذلت مجنون کا دشت میں
تیغ ... اور ... جادہ ہو
... سارے جہان ... زیادہ ہو
... تکلیف ... بادہ ہو
... زیب بدن ... بادہ ہو
... تخت ... زیادہ ہو
جو فاک پر ... زیادہ ہو

فالیغ

فارغ ہین یون کشاکش دنیا سے سخت تن
جیسے کڑی کمان نہ سر سے کشادہ ہو

خورشید ایک نیزے پہ آیا یہ ہو یقین
گر بے نقاب تو سر بام استادہ ہو

اشکون سے اپنا سبزۂ مژگان ہے ہرا مدام
کیونکر وہ کھیت خشک ہو جو آب جادہ ہو

کیونکہ ہو تیری خاطر نازک سے واگرہ
ممکن نہین کہ عقدۂ ریشم کشادہ ہو

مرد سپاہی رکھتے ہین غافل خواص شیر
مارین اُسی کو لاکھ مین جسپر ارادہ ہو

خط مشکین چاہیے کیا اُس رخ پر نور کو
ابر کا ہونا نہین لازم ہے برق طور کو

کسقدر یہ زندگی ہین مست صہبائے غرور
توڑتے ہین خشت خم سے کاسۂ فغفور کو

راہ تاریک عدم مین خوب کھا ٹھوکرین
کہ نہ شمع دار ملجاتی یہان منصور کو

اصل کا رتبہ نپائے کم بہا نقلی سے
کب ملے ہیرے کی قیمت ریزۂ بلور کو

سوزش دل کی مداوا مین بسکہ سرگرم تھا
جل بجھا جب سینہ تب ٹھنڈک پڑی کافور کو

ہمنے یون چرخ مکوکب کو جلایا آہ سے
پھونک دی جسطرح کوئی خانۂ زنبور کو

چشم تر سے اشک خون جاری جو رہتے ہین یہان
بند کرتا یک بیک اچھا نہین ناسور کو

جسطرح تھیلی مین رکھین ... انگور کو
جانتا ہے وہ کفن صبح شب دیجور کو
خانۂ دل مین ہو جب جلوہ دکھا یار کا

تیغ کے مانند اتنی سرکشی اچھی نہیں | بیگنہ کاٹتے ہیں گردن مغرور کو
جیسے ہم زخمی ہوئے تیغ نگاہ مست کے | دوست رکھتے ہیں نہایت خم کے انگور کو

سبزہ ہے نکتہ چین معنی روشن آفتاب
کیا نظر آتا ہے غافل دیدہ بے نور کو

دست رنگیں سے چھپایا چہرۂ پرنور کو | گرد یا گل شمع ایمن نے چراغ طور کو
محو جوئے شیر ہے فرہاد جو فردوس میں | قصر سیریں کا مگر سمجھا ہے قصر حور کو
چاک کر سینہ جو ہو دل میں ہجوم آرزو | کس نے در بستہ رکھا ہے خانۂ معمور کو
تیری روئے آتشیں پر خط کی ہو کیونکر نمو | بے دخان دیکھا ہے اکثر شعلۂ کافور کو
ناخن دست جنوں بھی کوئی تیغ تیز ہے | زخم کاری کر دیا ہے سینے کے ناسور کو
دولت ممسک لیا چاہے تو کر محنت قبول | ملتے دیکھا ہے دفینہ بیشتر مزدور کو
صبح کر دی آہ و نالے میں شب تار فراق | میں ہوں وہ فرہاد کاٹا جس نے کوہ طور کو
نقص خامی کب ہے پیدا اگر ہوئے کمال | پختگی کرتی ہے زائل ترشی انگور کو
دار کو بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اک بنا ہے یہ | ایسے محو ہو گئے پیکر منصور کو

[illegible]

مر گیا اب تو رہائی اشک کا یارب بھلا ہووے
بہاوے عاشقِ بیتاب کے لاشے کو دریا مین

یقین ہے قمریان اُسپر تپنگے نبکو صد تیے ہون
سبکسارونکو خطرہ کچھ نہین قہر الٰہی کا

اذیت کا سبب ہے پاس جنس بے بہا رکھنا
یہانتک غیر کی شرکت سے ہے آزاد کو نفرت

صدائے ہمصفیران تیرے مری کانو نہین آ سکی
ضعیفونکی توانائی سے اے ظالم نہین ڈرتا

بنائے دانۂ تسبیح اُنکی خاک تربت سے
سیہ اتنی ہوئی ہے یہ برنگ مشق طفلان

پھبائی کیا ہے چکن ڈوپٹے کی جسم عریان کو
تہ و بالا کرے گا ورنہ یہ گور غریبان کو

لب جورات کو دیکھین اگر سر و چراغان کو
خس و خاشاک کشتی جانتے ہین موج طوفانکو

برائے لعل ٹکڑے کرتے ہین کان بدخشان کو
نہین پیوند کرتا باغبان سرو گلستان کو

بنا ناز زیر دیوار گلستان میرے زندان کو
کہ کھا جاتا ہے اکثر موجۂ شمشیر تیران کو

دیا یہ مرتبہ اللہ نے تیرے شہیدان کو
کہ ہرگز پڑھ نہین سکتا ہون اپنی فرد عصیانکو

وہ نخل یاس ہون اس مزرعۂ ہستی مین اے غافل
نہین ہے پھولنے پھلنے کی جسکے فکر دہقان کو

تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے آنسو
غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو

[illegible]

نرالا ساری عالم سے ہے غافل عالم وحشت
نہ غم دنیا کا ہی نی دہشت عقبی ہی مجنوں کو

جذب دل ہی ہیں کیا خون دل بسمل کو
تا لہو دیکھ کے آجای نہ غش قاتل کو

سیر دریا کی خوش آتی ہی کسی یار بغیر
ہم لب گور سمجھتے ہیں لب ساحل کو

ساربان ہجر کی طرف کھینچے ہے مجنوں سے کہ نجد
ناقہ حیران ہی کہ لیجاؤں کدھر محمل کو

تل یہ کاجل کا زنخدان پہ بنا کر تو نے
داغ اک اور دیا رات مہ کامل کو

ایک بوسہ نہ دیا اسکا تو کیا اجر اسکا
گر بھرا موتیوں سے تو نے کف سائل کو

وادی نجد کا اندیشہ نکر اے لیلی
ناقہ دو گام میں کر جائیگا طی منزل کو

پردہ چہرے سے اٹھاتا ہی وہ اندک اندک
نیم بسمل نہ کرے آج کہیں محفل کو

ای پری چہرہ ترے خال بنا گوش کا عشق
چین دیتا نہیں اک لحظہ کسی عاقل کو

آب پر نقش بناتا ہی کوئی تیری لیے
آگ میں پڑھ کے جلاتا ہی کوئی فلفل کو

بھول جاتا وہ اگر تمکو نہ تھا اسکا عجب
تم تو ہشیار تھے کیوں بھول گئے غافل کو

جو غافل سوتے ہو یارو انھیں ہشیار کر رکھو
[illegible]
طبیبو پہلے کچھ تشخیص یہ آزار کر رکھو
اگر انکی انجمن میں تمکو جانا ہی میاں غافل
ابھی سے کچھ علاج دیدہ خونبار کر رکھو

انتظار

[illegible]

جنس ارزان ہے کہین گوہر ایمان ہم تو
اپنے آگے نہ سمجھتے ہین مہ کنعان ہم تو
مصحف رخ کو ترے دیکھ کے کہتے ہین ہنود
ایسے ہو جائین گے اک روز مسلمان ہم تو
نہ ورا وادی پرخار سے اپنے مجنون
چلتے دامن سے ہین سر خار مغیلان ہم تو
گردش چرخ سے ہے قلقل مینا کی طرح
محفل عیش مین بھی ہمہ تن گریان ہم تو
اتنا دیکھے کیا الفت خوبان دکھلاے

جعلی [illegible] کسی کا [illegible] کنعان ہم تو
غافل [illegible] کو ہو [illegible] ہم تو
اک بیخوان بھی [illegible] بیان [illegible]
مین [illegible] بازار مین [illegible] تصویر کی طرح
چمن [illegible] زمانے کی [illegible] جان نہو
خال سیاہ [illegible] جب بیان [illegible]
چاہ ذقن مین [illegible] اک [illegible]

| | |
|---|---|
| انتظار یار مین اپنے خط انگشت دست | مٹ گئے ہین گنتے گنتے روز و ماہ و سال کو |
| بخت خوابیدہ کیسکا تازیانہ چونکی خواب ہے | زیب پا اسنے کیا ہے کم صد اخلخال کو |

قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل خوب ہے
کون ساتھ اپنے لگائے رکھے اس جنجال کو

| | |
|---|---|
| تحریر اسکی نازکی عضو تن نہو | جائے قلم اگر رگ برگ سمن نہو |
| عریان اٹھین گے قبر سے آخر تو حشر کو | رکھدو ہمین یونہین جو نہین ہے کفن نہو |
| صیاد وان نرکھ قفس بلبل اسیر | برسون جہان گذار نسیم چمن نہو |
| تیشے کے جو دہن سے نکل آئی ہے زبان | پیاسا ترے لہو کا تو اے کوہکن نہو |
| بے سعی غیر نکلے ہے دریا دلون سے کام | چشمے مین کچھ بھی حاجت دلو و رسن نہو |
| منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا | وہ بات کیون کہے جو سزا دہن نہو |
| مین نے تو سینہ چاک کیا اسنے پیرہن | مجنون نہ پہ خم سینہ مرا خندہ زن نہو |
| از بسکہ صاف دل ہین یہ منظور ہے ہمین | نامہ بھی تجکو بھیجین تو اسمین شکن نہو |
| اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہین ہمین | اک آدھ دلفریبی کی جسمین پھبن نہو |

ابتدا مین نہ اسے صورت انسان ہم تو
لیکے دن فصل بہار آئین کسی گلشن مین
ہوے ہے غنچہ نہ تصویر سے خندان ہم تو
[illegible] دل اپنے عاشق
قیمت بوسہ جو [illegible] ارزان ہم تو
[illegible] فقط [illegible]
قفس دل [illegible] بھی [illegible] ہم تو
خوف صیاد سے لکے حال اسیران ہم تو
دیکھکر [illegible] بیماری [illegible] ہم تو
[illegible] ایسے [illegible] سے [illegible] غافل
دم نزع [illegible]
[illegible]

لطف

لطف کیا رہتی کا اُس گلشن میں ای بلبل جہان
کوچۂ جانان میں دیں ہم اگر دل کھول کر
آتش افسردہ ہیں اُنکے مسی آلودہ لب
کوئی بے اُنکو نہیں اس بت سے سازش کی طمع
چاہتے ہیں پتنگے شوق وصل شمع میں
کیا کوئی شاعر کمر کو تیری باندھی سوچ میں
بوریاے فقر میر اک بنا تخت شہی
عیش دنیا ہی اے دور فلک اور مجکو رنج
عیب ذاتی تربیت سے بھی نہ زائل ہو سکے

باغبان صیاد ہو اور موج سبزہ دام ہو
پل میں دریا کا کنارا کنار بام ہو
اُنسے کیونکر نکلے اپنی آرزوے خام ہو
یا ہمیں کافر ہوں یا وہ صاحب اسلام ہو
ہم جلیں اور صبح دو دہاں بے بیر شام ہو
جب تلک مضمون اُسکا نہ سب سے الہام ہو
مجکو کیونکر اعتقاد گردش ایام ہو
یان مجھے دوران سر ہواں جو دور جام ہو
تلخی شکر میں بھی دیوے تلخ جو بادام ہو

ہے جناب کبریا میں یہ ہی غافل کی دعا
جو کہوں میں شعر وہ مقبول خاص و عام ہو

وہ جام مے ہے تو مجھے یان خمار ہو
ٹوٹے بدن مرا اگر اُسکو بخار ہو
دیوانگان گل کی ہے مرضی یہی صبا
زنجیر بھی ہو پانو میں تو خار دار ہو

شاید اسی غبار سے پیدا سوار ہو
اے دل تو کوئی عشق میں اٹھاتو سو قدم
ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی آفت دو چار ہو
تاب فراق ہمکو تو اک لحظہ بھی نہیں

کام تھا عالم امکان سے بھلا کیا ہمکو
جذبۂ عشق یہان کھینچ کے لایا ہمکو

ایک مدت سے تلاش مین ہین یار ہین ہم
اسقدر گم ہین کہ پاتا نہین عنقا ہمکو

پس دیوار تری کوچے مین ہم بیٹھے ہین
آج جنت مین ملا سایۂ طوبا ہمکو

شمع سان یاد قد یار مین روتے روتے
موج اشکون کی ہوئی سلسلہ پا ہمکو

دیکھتے ہین جو کبھی دیدۂ وحدت بین سے
نظر آتا ہے ہر اک قطرے مین دریا ہمکو

دین کے کام کے نے لائق دنیا ہین ہم
نہین معلوم کیا کس لیے پیدا ہمکو

تن پر داغ سے جل جل کے کفن خاک ہوا
مر گئے پر بھی کیا عشق نے رسوا ہمکو

ہمرہان جاتے رہے دشت خطرناک کے بیچ
صورت نقش قدم چھوڑ کے تنہا ہمکو

شعبدہ باز نہین ہر جو فلک پھر کیا ہے
اک نیا روز دکھاتا ہے تماشا ہمکو

اشک گوہر ہے اگر لخت جگر ہے یاقوت
دولت عشق سے سب کچھ ہے مہیا ہمکو

خواہش حور ہے غافل نہ ہوس جنت کی
آرزو ہے کہ نہو کچھ بھی تمنا مجھکو

مرغ دل عشاق کی خاطر نہ نشان ہے
جبتک نہ تری ناوک مژگان کا نشان ہو

ایسا نہ کوئی خاطر عالم پہ گران ہو
جس کشتی پہ ہم بیٹھیں وہ کشتی نہ روان ہو

ہین سختی دوران سے رگ سنگ نہان ہین
نشتر بھی لگائین تو نہ خون تن سے روان ہو

اس باغ کے گل مد نظر اپنے نہین ہین
ہوتا تھا جہان گل یہ خزان آج خزان ہو

مضمون جو لکھون خواہش دیدار کا خط مین
جو دائرۂ حرف ہو چشم نگران ہو

مژگان کے خس و خار ہون کیا تاب گریہ
ہو جادہ جون کاہ اگر کوہ گران ہو

خاموشی مین جون غنچہ مزا جسکو ملا ہی
ہرگز نہ کرے بات اگر لاکھ زبان ہو

ہمرنگ رخ یار اگر ہوئے کوئی گل
بلبل نہ کبھی باغ مین سرگرم فغان ہو

مین داغ جدائی مین کسی گل کے موا ہون
کرنا مجھے وان دفن جہان لالہ ستان ہو

پنہان ہی مرے سینے مین یون سوز محبت
جسطرح سے شعلۂ دل خارا مین نہان ہو

دعواے فن شعر فریب ہے اُسی کو
جو کوئی کہ غافل ہمہ گو ہو ہمہ دان ہو

مصحف رو کو سمجھتا ہون مین ایمان اسکو
جو پھرے اُس سے کہون پھر نہ مسلمان اسکو

دشت سے گر تیرا دیوانہ کرے شہر کا قصد
پانوٴن پڑ پڑ کے کھینچین خار مغیلان اسکو

گھر سے باہر بھی نکلتا ہی تو دو چار کے ساتھ
[illegible]
زلف پیچ [illegible]
جنبش [illegible]

[illegible]

کیون نہ ہو جان انار کے نالون سے تنگ
ہمصفیرو نغ بہار ابکی چمن کی لوٹی
اندنون تونے نکالی ہی نئی طرز خرام
سجدہ کرتے ہین اسے شیخ و برہمن دونون

زندگی کرنی پڑی ہی اسی بیمار کے ساتھ
ہم قفس ہی مین ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
جی کھنچے جاتے ہین ظالم تری رفتار کے ساتھ
بت کو نسبت نہین کچھ سنگ در یار کے ساتھ

مجکو اولاد علی سے ہے محبت غافل
حشر ہوئے گا مرا حیدر کرار کے ساتھ

ہم فقیرون کا سنے گر ذکر آوارہ فاختہ
جل کے خاکستر ابھی ہو جائے ڈال آگ مین
چشم تر سے اپنی تو سیراب رکھ شمشاد کو
جامۂ خاکستری سے تیری یہ ثابت ہوا
جسپر اس ماہ تمامی پوش کا سایہ پڑے
عشق مژگان نے بھی تو کھینچا ہی دار پر سر پہ
مرغ بستانی کا اسکے سامنے دم بند ہی

اپنی کوکو پر کرے ہرگز نہ غرہ فاختہ
گر ترے دل مین ہو سوز عشق ذرہ فاختہ
یان درخت خشک پر چلتا ہی آرہ فاختہ
اپنی درویشی کا ہی تجکو بھی غرہ فاختہ
باغ مین وہ سرو ہو رشک مجرہ فاختہ
یاد ابرو مین اگر ہو زیر آرہ فاختہ
نغمہ سنجی مین نکر غافل سے غرہ فاختہ

باندھ رکھتے ہیں دل وحشی کے ہم دست و پا
تا نہ کھلا بھیجیں پیام زبانی عاشقان
دمبدم درد محبت اور بھی بڑھتا گیا
خاک و خون میں دست و پا مارا کیے وہ دیر تک
آرزو میں جو ہم آغوشی کی تیری مر گئے
عاشق حیران کا تیری کیا جنازہ لیگئے
قتل میں بھی میری کیا مرنا تجھے منظور ہے

تنگ آیا ہوں تری الفت کی زنجیروں کے ہاتھ
بھیجتا ہے وہ جواب نامہ بھی تیروں کے ہاتھ
جا پڑا ہوں کن طبیبوں کی میں تدبیروں کے ہاتھ
دامن قاتل تک آیا تو بھی نخچیروں کے ہاتھ
گو رہے باہر رہینگے آج انمیروں کے ہاتھ
پینے کے واسطے اٹھتے ہیں تصویروں کے ہاتھ
مجھ کو گن گن کر لگاتا ہے وہ شمشیروں کے ہاتھ

ایسا ساحر ہے وہ ای غافل بقول مصحفی
باندھ رکھے ایک تار زلف میں پیروں کے ہاتھ

گھورتی ہے بطرح تصویر پشت آئینہ
اپنے خط کا میں نے کاغذ جو دیا اسپر لگا
زانوی خوبان سے ہم بھی رہتے چسپاں ہر گھڑی
حسرت دیدار میں اسکے جو میں بسمل ہوا

مجھسے کیا ایسی ہوئی تقصیر پشت آئینہ
پڑھ کے وہ حیران ہو تحریر پشت آئینہ
کاٹکے ملتی ہمیں تقدیر پشت آئینہ
خون میرا ہوگا دامنگیر پشت آئینہ

جسنے دیکھی ہو صفائی پشت پا یار کی
اسکے آگے کیا ہو پھر توقیر پشت آئینہ
گرمی رخسار سے جاتی ہے قلعی پگھل
روز ہوتی ہے دہان تعمیر پشت آئینہ
بوسہ زانِ صنم لیتی ہے وہ غافل مدام
کیوں نہ زیبا ہوں تصویر پشت آئینہ

مزا ملے جو مری طرح اُسکو جلنے مین
تو آگ سے نہ کبھی صورت کباب پھرے

جو کھوے محرم آب دان کو تو لب جو
عدم کو جاتی ہوے راہ سے حباب پھرے

مدد سے طالع برگشتہ کے عجب کیا ہے
جو کوی یار سے قاصد جو اشتاب پھرے

اُٹھے جو یار کے رخسار آتشین سے نقاب
تو حشر کو نہ ادھر روے آفتاب پھرے

شب وصال جو آہستہ چلنے کو کہیے
تو ضد سے میری فلک اور بھی شتاب پھرے

جو تیری چشم کا قاضی کو بھی اشارہ ہو
بغل مین دابے ہوے شیشہ شراب پھرے

وہ آئے فاتحہ پڑھنے جو بعد مدت کے
مری لحد سے نہ نکلی صدا شتاب پھرے

بدل بہار سے ہوے خزان گلشن عمر
جو پھر بھی جا کی کبھی موسم شباب پھرے

کہین تو دفن ہو فرہاد اور کہین مجنون
نہ کوہ و دشت مین روتا ہو اسحاب پھرے

جو کوی رکھے کے جلائے چراغ دریا پر
جو تجھسے دل مرا ای رشک ماہتاب پھرے

سوال سنکے مرا آپ ہین عبث خاموش
یہ وہ گدا نہین جو در سے بے جواب پھرے

وہ لالہ رو پے گلگشت باغ آیا ہے
ہزار شکر کہ دن تیرے ای گلاب پھرے

خیال جسکا کہ بیداری مین ہے ہر دم
اُسکی آنکھو نمین صورت میان خواب پھرے

صحرا مین میرے خضر کا اُٹھتا نہین قدم
گردن کسی ملاتی ہے انسان کو خاک مین

بجلی ہے کہ تیری جنبش ابرو مین جھنک ہین
کیا دور داد خواہی کو ہے اے حشر مین

تکتے ہین منھ ہر ایک کا محفل مین اسلیے
جبتک نہ آگے کوئی رہنما چلے

بہتر ہے آدمی جو ذرا سر جھکا چلے
کیا خاک اُسکے سامنے تیغ قضا چلے

قاتل کے ساتھ گر مرا لاشہ چلا چلے
ہم بھی کہین کچھ اُس سے جو ذکر وفا چلے

جو رتبان ہند سے غافل تنگ ہون
مین تو ابھی چلون جو کوئی کربلا چلے

بست وہ شہر نگین ہتا ہے اب ستمگر آنکھون سے
اڑاتے ہین ستارے آنکھ اُن مخمور آنکھون سے

کیا ہے قتل اک عالم کو جنکے لال ڈورے نے
کہ روتی روتیان جا تا رہا ہے نور آنکھون سے

چڑھے وہ بغیرت شمع تجلی گر نظر تیری
کیا ہے شرم کی پردے کو شاید دور آنکھون سے

دل صافی کا گر ہو پاس مے خانے مین ساقی کو
خداوندا بچانا مجکو اُن مخمور آنکھون سے

کیا ہے مین نے طے اک گام مین راہ حقیقت کو
ابھی گر جائے موسیٰ چراغ طور آنکھون سے

اُٹھائے ریزہ ہاے ساغر بلور آنکھون سے
قدم میرے لگا مین شبلی منصور آنکھون سے

۷۰

گلستان یار بن مقتل ہے ہمکو
جو شاخ گل ہے تیغ خونچکان ہے

زمین اوپر سے پنچم آسمان ہے

نمایاں تن سے مغز استخوان ہے

لطافت میں نہیں وہ حور سے کم

وہ قال لب نہیں ہم زبان ہے

ہمارے بے نشانی ہی نشان ہے

بے قد یار آنکھوں میں یوں سرو باغ ہے
سولی کھڑی ہو جیسے گنہگار کے لیے

وہ بت ہے تو کہ آنکھ کی پتلی بنا ہے
آنکھوں کے ڈورے ہوں ترے زنار کے لیے

دیکھا ہے جیسے حلقۂ عشاق تیرے گرد
جلتی ہے شمع گرمی بازار کے لیے

جیسے تکلف من و تو درمیاں نہیں
میری لیے ہے یار تو میں یار کے لیے

روے صبا یہ کب در گلزار بند ہے
راہیں کھلی ہوئی ہیں طلبگار کے لیے

دیوانہ پیرہن نکرے چاک کیا کرے
کچھ مشغلہ ضرور ہے بیکار کے لیے

یارب ہماری آنکھ کا پردہ پسند ہو
درکار ہے نقاب رخ یار کے لیے

مرتا ہوں میں تو حلقۂ گیسو کے رشک سے
بوسے ہزار ہاتھ رخسار کے لیے

اللہ رے جذب عشق کہ باد صبا کے ساتھ
گل اڑ کے آئے مرغ گرفتار کے لیے

مجنوں بغیر کون ہے لیلی کا قدرداں
مطلوب ہے جہان طلبگار کے لیے

خلوت سرائے خاص میں غافل کا ہے گذر
پروا نہیں ہے محرم اسرار کے لیے

وہ جوش نوجوانی اب کہاں ہے
نہ وہ نالہ نہ وہ شور و فغان ہے

شب جدائی کا مجکو کھٹکا زبسکہ روز وصال بھی ہے

اگر ہے رنگ نشاط منہ پر تو دل مین کچھ کچھ ملال بھی ہے

ہوئے ہین جون خار شانہ لاغر بدن مین کچھ اپنے حال بھی ہے

وہ گل تو زلفین بنا رہا ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے

ثبات کار جہان ہو کیونکر زمانے کا ایک حال بھی ہے

عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہی تو زوال بھی ہے

یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑیگا مجکو جیتا

جو کہکشان ہے سنان سنبھالے تو تیغ بر کف ہلال بھی ہے

نہ پوچھو جو کوہکن پہ گذری سنا ہی ہوئیگا حال اُسکا

یہ سچ کہا ہے کہ عشق بازی نہین ہے آسان محال بھی ہے

کدھر گیا ہے خیال تیرا کہان ہے اے شاخ یاسمن تو

سمجھ کے دعوی نازکی کر چمن مین وہ نونہال بھی ہے

عجب نہین اسکا زشت رو بھی جو آپکو جانے خوبصورت

دیوان ناظم ۸۱

سادہ لوحی سے یہیں ہجر گمان جادہ ہی
کون ہے ایسا کہ جو دل بستہ دنیا نہین
کوئی بھی قید علائق سے یہان ازادہ ہی
وادی مجنون ہے ایسی ہی نہ تھا و مین نشان
یعنی بس شوق اس صحرا کا ہر اک جادہ ہی
کیون نہ پھر مشغل مین بیٹھے کستی گردن جھکا
سر پہ وہ کھینچے ہوئی تیغ خوش ایستادہ ہی
مین اٹھاتا ہون وہ کوہ یار سے اٹھتا نہین

گدائے ناچیز ہین ہمارا خیال آتا ہے کب کہ اسکو
جو کبر و جاہ و جلال سے ہے تو عز و حسن و جمال بھی ہے

نہ خواب و خور کا ہی دھیان مجکو نہ تن بدن کا ہی ہوش ناصح
خیال جانان مین محو ہون مین مجھے کچھ اپنا خیال بھی ہی

فتادگی سے غبار رہ کو ملی ہے اوج ہوا پہ جاگہہ
جو آپ کو جانے سب سے ناقص برابر اسکے کمال بھی ہی

پھنسے ہین کتنے ہی طائر دل تمھارے زلفون کے پیچ مین
غرض کہ ثابت ہوا یہ مجکو قفا بھی ہے اور جال بھی ہی

مثال خورشید اسکے منہ پر نظر ٹھہرتی نہین ہی اصلا
رواسکے اس سے آنکھ کوئی کیسکی اتنی مجال بھی ہی

برنگ ماہی کسی نے مجکو کیا تھا چو رنگ کیا عدم مین
جو زخم شمشیر ہے بدن پر تو خلق میرا اہلال بھی ہے

گدائے نظارہ باز ہون مین جو پاس رکھتا ہی دولت حسن

اس سرائے دہر میں ہر دم مقام و کوچ ہے
کوئی بیٹھا ہے کوئی پا در رکاب استادہ ہے

اسکو رو سے حیرت افزا کا ہے جب عکس
مثل آب آئینہ دریا کا آب استادہ ہے

بیٹھنے کا حکم کب ہے محفل خوبان میں
دست بستہ سامنے ہر شیخ و شاب استادہ ہے

آفتاب صبح جبیں روز ہوتا ہے فدا
کیا یہ اسکا خیمہ زریں طناب استادہ ہے

گر نہ اسکے سامنے گردن جھکا دوں کیا کروں
قتل پر میرے وہ سرگرم عتاب استادہ ہے

یہ وہی غافل ہے جو تھا کل تلک مسند نشین
آج گو اس در پہ با حال خراب استادہ ہے

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

مرقع ہے مری آنکھوں میں کیا یاران رفتہ کا
جو نظروں کے تلے ہر ایک کی تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحرا سے وحشت سے
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منھ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گور غریبان پر
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

بیان کس منھ سے ہو ہم یار کی شیرین کلامی کا
زبان پر اپنی اب تک لذت تقریر پھرتی ہے

| وابستہ ہے تو رشتۂ زنار سے کوئی | گر حلقۂ تسبیح مین گردن ہی کسی کی |
|---|---|

تمنا نہ ہمین اسمین گئے جان سے غافل
جا نبر نہ ہوا عشق کے آزار سے کوئی

| | |
|---|---|
| چمن کوچۂ جانان سے یہ کیا آتی ہے | ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے |
| ایک وہ بت نہین آتا ہی مرے مرقد پر | گو زیارت کو لیے خلق خدا آتی ہے |
| لیکے پیغام زبانی جو چلا ہی قاصد | بات بگڑی ہوئی کیا اسکو بنا آتی ہے |
| عشق نے عالم پیری مین ستایا ہی مجھے | نالہ کرتے ہوے اس منھ سے حیا آتی ہی |
| کسکے مین دست نگارین کا ہون زخمی یارب | ہر گل زخم سے جو بوے حنا آتی ہے |
| جی مین آتا ہی مسیحا سے مین پوچھون جاکر | مرض عشق کی بھی تجھکو دوا آتی ہے |
| صبح کس طرح سے ہوگی شب ہجر و فراق | نہ تو نیند آتی ہے مجھکو نہ قضا آتی ہے |
| کسطرح قافلۂ ملک عدم کو ڈھونڈھین | نقش پا ملتے ہین بانگ درا آتی ہی |
| چھوڑ جاتا ہی وہ جب گھر مین اکیلا مجھکو | در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہی |
| یاد گیسو مین الجھتا ہی سر شام سے دل | رات کیا آتی ہی اک سر پہ بلا آتی ہی |

[illegible]

گفتگو زلف کی اسکی جو کبھی آتی ہے | بات کرنے میں زبان میری الجھ جاتی ہے

پیچ سے گر تری کاکل کے نکلتا ہے کوئی | زلف پھر دام میں اپنے اُسے الجھاتی ہے

پوچھتے کیا ہو تم اس خاک کے پتلے کا ثبات | جیسے تصویر گلی بنکے بگڑ جاتی ہے

بحث ناے کی کیا کرتا ہو ہے مجنون | اپنے دیوانے کو لیلی نہیں سمجھاتی ہے

کسکے مجموعۂ خاطر کو کرے گی برہم | الجھے بالونکو ترے کنگھی جو سلجھاتی ہے

ناتوانی سے ہوں دو زردی میں اس رنگ | میرے مرنے کو تو موت بھی نہیں کھاتی ہے

بیستون کاٹ کے فرہاد نے یہ دل سے کہا | اور کیا دیکھیے شیرین مجھے فرماتی ہے

میں وہ کشتہ ہوں گلزار میں جسکی خاطر | آگے میخانے سے ہر شب بطِ مے آتی ہے

کون فریاد اسیران جفا سنتا ہے | ہم بھی غل کرتے ہیں زنجیر بھی چلاتی ہے

عرش پرواز نہیں تھے ہم بھی کبھی اے غافل
اب تو بے بال و پری ٹھوکرین کھلواتی ہے

تجھسے محبوب سے جسوقت بگڑ جاتی ہے | مرتے بن آتی ہے اور کچھ نہیں بن آتی ہے

بو کسی زلف معنبر کی اگر لاتی ہے | ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

بوکر داغ جگر کو تو بوے نشہ صہبا ہے مجھے
بادہ خوار وہ مین نہین مجھسا کوئی نازک دماغ
گلزار نا اد ... [illegible]
فرزی دیوانہ لاغر مین ہوا ... [illegible]
[illegible]
آسمان ... [illegible]
دوب ... [illegible]
روز قرآن ... [illegible]

پست کرتی ہی بگولے کو بلندی آخر
سرکشی خاک مین ہر ایک کو ملواتی ہے

زرد ہوتا ہے کبھی چہرہ مرا گاہ سفید
رنگ کیا کیا مجھے الفت تری دکھلاتی ہے

ملک رعنائی سے ہمین دار بقا کو غافل
ایک ہی لغزش پا مستی مین پہونچاتی ہے

محفل عشرت بھی خوش آتی نہین اصلا مجھے
یاد دلواتے ہین اُسکے ساغر و مینا مجھے

دو گھڑی بھی چین بن اُسکے نہین آتا مجھے
میری بیتابی کریگی ایکدن رسوا مجھے

جسنے جرم دوستی پر جان سے مارا مجھے
حیف وہ اتنا نہ سمجھا اب کہین گے کیا مجھے

کھینچتا ہی جوش وحشت جانب صحرا مجھے
خانۂ زندان مین بھی مشکل ہو رہنا مجھے

آگئی پہلے ہی دلبر ناامیدی سی شکست
مانگتا عقبیٰ ہی مین ملتی اگر دنیا مجھے

نہ سزاوار جہنم ہون نہ شایان بہشت
حق تعالیٰ نے کیا ہی کس لیے پیدا مجھے

مین ہون مجبور ازل اسکا تعجب کچھ نہین
ساتھ سونے گر نہ دیوی صورت دیا ہے مجھے

تیری چشم سرمہ سا کی آئین جو پائی شبیہ
خوش بہت آئی چمن مین نرگس شہلا مجھے

ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کر رہجاتا ہون مین
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

فکر عالی نے دکھایا عالم بالا مجھے
مست ساغر نوش ہون مثل ... [illegible] ہی
تحت دل ہی مثل انگور ... [illegible] ہے
دیدہ تر ہے ہمارا یا جواہر خانہ ہے
جا ہی بغل مین ... [illegible] گیسوے جانانہ ہی

جو مرے گلشن سے کانٹا ہی وہ خار آشیانہ ہی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

سرگذشت سوز ہجران کا نہ پوچھو ماجرا
جسکو سنکر کان جلجائین وہ افسانہ ہی

آمد آمد ہے الٰہی آج کس مہ نوش کی
مثل چشم منتظر جو در میخانہ ہی

دہ بگڑ بیٹھے ہین جیسے آنی ہی جان پر
ہم بیان کرتے ہین وہ روان ناز معشوقانہ ہی

دست و پا کا خون ہین بھر نا ہی دعوی عاشقان
ٹکگے سر گرنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

نعمت خوان سلیمان کی نہین مجکو ہوس
مور قانع کی طرح خرمن مجھے یکدانہ ہی

جلد کر جاتے ہین عاشق بحر ہستی سی عبور
شمع روشن بادبان کشتی پروانہ ہی

موج زن دریا مری ہی اسقدر جمخانے مین
صورت گرداب گردش مین ہی اک پیمانہ ہی

دور کرتا ہی جو خط سبز کو عارض سے تو
کیا ریاض حسن مین سبزہ بیگانہ ہی

داؤن اے غافل سمجھکر رکھ قمار عشق مین
جان کی بازی ہی یان کیا بازی طفلانہ ہی

اور کو کہتی ہین خوش چہرہ بھلا کس رو سے
آنکھ سی آنکھ نہ گیسو ہین نہ سر گیسو سے

دولت حسن کے جانے کا نہ کر تو افسوس
ہاتھ آتی نہین جو چیز گئی قابو سے

جیسے تن پھونک دیا آتش فرقت نے مرا
آگ کا شعلہ نکلتا ہی بن ہر مو سے

ہمکناری یار کا حاصل تب ہو مزا | جب درمیان سے شرم کی دیوار ٹوٹ جاے
کنج قفس میں آج پھڑکتا ہے بے طرح | بازو ترا نہ مرغ گرفتار ٹوٹ جاے
وہ بے نصیب کشتہ نہیں تیرے ہون مین | یا رب مری جو آئے تو تلوار ٹوٹ جاے
لیکر بغل مین شیشۂ می کو چلا ہے شیخ | کیا سیر ہو اگر سر بازار ٹوٹ جاے
گاہک کئی ہیں آئینۂ دل کے اندرون | جھگڑا چکے جو بیش خریدار ٹوٹ جاے
کیون سیب دل عزیز رکھون چشم یار سے | ڈر ہے یہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جاے
اسلام کا ثبوت ہے اے شیخ کفر سے | تسبیح ٹوٹ جای جو زنار ٹوٹ جاے
تڑپے نہ وقت ذبح یہ ہم جی میں سوچ کر | ایسا نہو کہ خنجر خونخوار ٹوٹ جاے
چمکیں ہیں یون زمین پہ ہر دانۂ اشک | جس طرح موتیون کا کہین ہار ٹوٹ جاے
ہم وہ ہیں بے ثبات کہ گل سے ہماری طرف | سو بار گر بنائیں تو سو بار ٹوٹ جاے
بسمل کی طرح تڑپے ہے دل کیا عجب اگر | تار رفوے سینۂ افگار ٹوٹ جاے
توڑونگا نہ میں رشتۂ الفت کو زینہار | تیری طرف سے ٹوٹے تو ای یار ٹوٹ جاے
لکھون شکستہ پائی کا اپنے جو ماجرا | پاے قلم وہیں دم رفتار ٹوٹ جاے

پھر گئی آ کے لیلی اے مجنون
کوہکن آپ کو ہلاک نہ کر
آپ دوانے کی فکر مین شب و روز
جھک کے چاٹا یان کینون سے

کتنی برگشتہ تیری قسمت ہے
مار پرویز کو جو عبرت ہے
اسپ از زیر گرد کلفت ہے
یہ بھی اک تمغہ شرافت ہے

سچ کہا ہے کسی نے اے غافل
تندرستی ہزار نعمت ہے

چھٹ پنے ہی مین یار آفت ہے
ایک دل چھپہ لاکھ آفت ہے
گر نہ غفلت مین تو بسر اُسکو
مرگ پر کیا کسی کے رو مین ہم
ناز و انداز یہ پری مین کہان
پڑ گئے جسم پر نشان نگاہ
دم آخر نہ جاؤ بالین سے

کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہے
درد ہے داغ ہے جراحت ہے
ایک دو دم کی یہ جو مہلت ہے
دل کے ماتم سے کسکو فرصت ہے
ہمنے مانا وہ خوبصورت ہے
گل مین کب اسقدر نزاکت ہے
کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہے

مین وہ ہون گنہگار نہ چھوڑے مجھے قاضی
جب تک نہ لہو دُرّۂ تعزیر سے ٹپکے

زخمی ترا مرجائے اگر پیاس کے مارے
اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے ٹپکے

پڑ جائے اگر حسن جوانی کا تری عکس
اغلب ہی کہ جوبن تری تصویر سے ٹپکے

دن رات جو رہتا ہی کرم ابر بلا کا
جس گھر مین ہون وہ مری تقدیر سے ٹپکے

جب دیکھتے ہین سیب کو ہم یاد ذقن مین
کہتے ہین یہ میوہ کسی تدبیر سے ٹپکے

کیا کیا نہ اسیری مین ہوا حال ہمارا
آنسو نہ کبھی دیدۂ زنجیر سے ٹپکے

مین وہ ہون وفادار اگر ذبح کرے تو
جم جائے لہو اور نہ شمشیر سے ٹپکے

لکھا ہی تمنای شہادت مین اُسے خط
خون کیون نہ مری نامے کی تحریر سے ٹپکے

ہم وصف کیا کرتے ہین شیرین دہنون کا
رس کیون نہ ہمارے لب تقریر سے ٹپکے

لکھتا ہون صفت پنجہ رنگین کی عجب کیا
گر رنگ حنا خانۂ تحریر سے ٹپکے

بے یار وہ برسات مین پیکان سے نہین کم
پانی کی کوئی بوند جو تعمیر سے ٹپکے

غافل کی یہ طاقت ہی کہ آنکھ اُس سے ملائے
جب زہر نگاہ بت بے پیر سے ٹپکے

چشمۂ کہسار ہی روتے نہیں ہیں آج تک
داغ ہو لالے کے بھی لیتیں غم فرہاد سے

رخصت پرواز تا بام قفس ہمکو نہ دی
مرتے مرتے جی میں یہ شکوہ رہا صیاد سے

طائر رنگ حنا کی طرح میں ہوں وہ اسیر
مخلصی ممکن نہیں جسکی کف صیاد سے

گھات میں سبکی لگا رہتا ہی صیاد اجل
طائر جان بچ نہیں سکتا کا اس صیاد سے

موج زن دیکھے خضر گر آب تیغ یار کو
ہاتھ دھو بیٹھے بقاے عمر بے بنیاد سے

اُسنے کھینچی تھی یہ کسکی تیغ پر خونکی شبیہ
خون ٹپکتا ہی جو اب تک خامۂ بہزاد سے

خاک تو اُڑ جائیگی اور دم ہوا ہو جائے گا
آدمی غافل ہی کیوں اس جسم خاک و باد سے

کیا لگی ہے آگ میرے نالۂ فریاد سے
جو دھواں سا اُٹھ رہا ہی خانۂ صیاد سے

چاہیے نالاں نہونا یار کی بیداد سے
ہر ستم پر آفرین نکلے لب فریاد سے

عشق ہوتا گر اُسے تیرے قد آزاد سے
ٹہنے پاتا کب الف پیشانی آزاد سے

فصل گل میں دیکھکر خالی ہمارا آشیان
گر پڑے آنسو چمن میں دیدۂ صیاد سے

میرا اُڑنا تو قفس سے ای صبا معلوم ہی
رنگ اُڑ سکتا نہو جب وحشت صیاد سے

گرم پھر حسن کا بازار ہوا چاہتا ہے
[illegible]

اسیری
[illegible]

اسیری کو تری آئی مرغ دل ہر دام بھی ہمین
سنے وہ کان بکھر کیونکر میر قصہ وحشت
گل خورشید ہے معشوق خورشید قبا ہے

نہین یہ خال کا دانہ سلیمانی کا دانہ ہی
نئی یہ داستان ہی کہنہ مجنون کا فسانہ ہی
چمن مین شور محشر مجھکو بلبل کا ترانہ ہی

بہا جاتا نہین یہ بخت دل اشکون سے غافل
کسیکو لال تھیلی مین حرا نامہ رہا ناہے

عجائب اس پری کا پان کھا کر مسکرانا ہی
عبث آس خرابہ مین سینہ ریشون کا فسانہ ہی
تماشا آہ آتشبار کا اپنی دکھاتا ہے
وصال یار ہی نزدیک یان سے دور جاتا ہی
اٹھا دی رو سے رنگین سی اگر پردہ اٹھاتا ہی
مجھے صیاد شاید طائر تصویر سمجھا ہے
ادھر آ بھی کہین ای برق آفت شوق مین تیرے
تماشا دیکھتے ہین ورزہم دولت سے گریہ کی

کہ جو موتی کا دانہ تھا سو اب نگی کا دانہ ہی
کوئی یہ قصہ جانکاہ سنکر خواب آتا ہی
در محبوب پر اکدن ہمین دھونی رمانا ہی
مسافر ہون علم کا کوس رحلت سا دیا ناہی
گل خورشید سے اکدن ہمین بھی کو ملانا ہی
کہ مین کیسے قفس مین عندلیب بانی ہم نہ دانا ہی
بنا ہی دانہ باروت جو خرمن مین وانا ہی
کہ فوارہ مژہ ہی حوض آنکھین دل خزانا ہی

حدیقہ ہے اگر وہ روے خندان — تو آنکھین کم نہین عین الیقین سے

رگ جان سے بھی جو نزدیک تر ہو — اُسے کیا دیکھے کوئی دوربین سے

گریبان مین رکھا رضوان نے لیکر — گرا جو پھول اُسکی آستین سے

رکھین اُسپر جو تیرا کوہ تمکین — نہ اُٹھے پھر زمین گاؤ زمین سے

ترے دل سوختہ ہین دفن جس جا — نہین اُگتا ہی سبزہ اُس زمین سے

فلک کیا پاس رکھتا ہی جو نگین — ملا بھی ہے خزانہ تو زمین سے

رخ روشن پہ یہ زلفین نہین ہین — دھوان اُٹھتا ہی بحر آتشین سے

ستارے گم ہوے خورشید نکلا — عرق جب یار نے پوچھا جبین سے

چمن مین کسنے پردہ رخ سے اُٹھا
جو سارے گل ہین غافل یاسمین سے

عرق ٹپکا جہان اُسکی جبین سے — ہوا الماس پیدا اُس زمین سے

زمین و آسمان ہل ہل گئے ہین — شب فرقت مری آہ حزین سے

خدا کے واسطے ای بت اُٹھا دے — حیا کا پردہ روے شرمگین سے

تب اُتارا پیرہن اُس قاتل بے پیر نے
جب کیا قصد گریبان جون دامنگیر نے

کیون ترا دیوانہ زندان سے قدم باہر رکھے
جا اٹکی آنکھون مین وہی ہی حلقۂ زنجیر نے

آہ سے میری حذر لازم ہی اے آہن دلو
بارہا توڑی ہی فولادی سپر اس تیر نے

ہاتھ سو قاتل کے ہم بچتے نظر آتے نہین
بیطرح تاکا ہی چشم جوہر شمشیر نے

وائے حسرت رہگیا اک تیر کھا کر دید سے
صورت صیاد بھی دیکھی نہ اس نخچیر نے

آتش حسرت مین کیا کیا رات پروانے جلے
جب زبان شمع کو منھ مین لیا گلگیر نے

تیری آنے کی شب ہجران مین کچھ حاجت نہین
مار ڈالا اے اجل ہمکو تری تاخیر نے

ایک جا نقشہ جو کھینچا عاشق و معشوق کا
لے لیا آغوش مین تصویر کو تصویر نے

ہی دہان غنچہ ہی غفلت یہ تری خندہ زن
بے بقا سمجھا ہی اے منعم تجھے تعمیر نے

بات کر سکتا ہی تجھسے کون ای اعجاز بیان
کردیا ہے بند عیسی کو تری تقریر نے

جب تلک کھینچی ہی کھینچے تیغ وہ زرین قبا
ذبح کر ڈالا سنجاف سرخ کی تحریر نے

گور مین بھی جا ہی آسایش نہ ای غافل ملی
اسقدر چکر مین رکھا گردش تقدیر نے

| | |
|---|---|
| وہ تو کہتا تھا انا الحق اور انا معشوق ہم | عہد میں اپنے تو ہم بھی کم نہیں منصور سے |
| آفتاب حشر میں اُنسے نہ بیٹھا جائے گا | بادہ کش خوگر ہیں ایسے سایہ انگور سے |
| مر گئے پر بھی ہے یہ شوق ہم آغوشی ہمیں | وصل کی لذت اُٹھاتے ہیں فشار گور سے |
| ناز معشوقی اُسے کہتے ہیں موسیٰ کے لیے | ایتک آتی ہے صدا ئے لن ترانی طور سے |
| آگ شاید خانہ دل کو لگادی آہ نے | جو نکلتا ہے دھواں ہر روزن ناسور سے |
| یاد میں چشم خمارین کی تری جو مست ہیں | خلد میں ساغر نہیں لیتے وہ دست حور سے |
| گول بازو ہیں اگر اُس بت کے سانچے میں ڈھلے | ساعد سیمیں بھی ہیں تیشی ہوئی بلور سے |
| کون میکش دفن ہے زیر زمیں جسکے لیے | مے چھلک جاتی ہے اکثر ساغر مخمور سے |
| بعد مردن دفن کرنا نرگستان میں مجھے | عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے |
| کھائے نیش ملامت ہمنے تیری عشق میں | کم نہیں سینہ ہمارا خانہ زنبور سے |

حالیٔ نا زبتان غافل ہمیں سے لوگ ہیں
یہ نہیں وہ بار جو اُٹھے ہر اک مزدور سے

| | |
|---|---|
| دی مجھے اک جام ساقی اُس مئی پر زور سے | شعلہ مجبر سے جو گذرے سر مخمور سے |

پانی کی چادر اسپہ چڑھاتا ہی سیل دشت
جسم جانی ہے قبر ترے تشنہ کام کی

دے کون داد آپکی بیداد کی ہمین
کسکو ہی بادشہ سے مجال انتقام کی

وہ آفتاب حسن جو اُلٹے نقاب کو
برج حمل بنے وہین مہتابی بام کی

وہ بت ہی تو کہ خاصہ درگاہ کبریا
رکھتے ہین آرزو ترے دیوان عام کی

طفلی مین بوسے لینگے زنخدان یار کے
درگذرے تنگی سے ہم اس سبب جام کی

ہے جوہر انکو خوار ہی رکھتا ہی آسمان
تیغ گلی کو کب ہوئی حاجت نیام کی

آتے ہی اُسکے دست نگارین مین دیکھنا
سادہ ہی انگوٹھی ہو گئی مینے کے کام کی

خون جگر فقیر نہ کھاتے تو کیا کرے
لذت ہی کب طعام مین ترک طعام کی

اے ناقہ ران قیس کو زنجیر سے جکڑ
کافی ہے اسکے واسطے رسی زمام کی

اللہ رے عشق گل کہ گم بستان شوق ہین
بلبل نے اک سبق مین گلستان تمام کی

کیا چپ مراقبے مین ہوے خانقہ نشین
آتی ہے تبکدے سے صدا رام رام کی

سودائی گر لقب ہی تو مجنون خطاب ہے
دیوانہ مشہور ہون کہ نہین قید نام کی

پھندے نہین اسکی ہوتے ہین جو مرغ دل اسیر
کرتی تری نہی ہے مگر تار دام کی

ملی ہے مری خاک ریگ روان مین — موے پر بھی مجکو تری جستجو ہے

ہم اپنی ہین نازک مزاجی سے شاکی — گلہ کرے کیونکر کہ وہ تند خو ہے

لگایا تھا کیون ہاتھ دامن کو اُسکے — اسی شرم سے عیب مین سر فرو ہے

موے پر بھی منھ اُس گلی سے نہ موڑا — تہِ خاک مردا مرا قبلہ رو ہے

تری یاد مین مست رہتا ہے غافل
نہ مطرب نہ ساقی نہ جام و سبو ہے

وہ ظالم جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرتا ہی — تو اپنے عاشقون مین پہلے ہمکو یاد کرتا ہے

سزا ہے دل لگانے کی جو وہ بیداد کرتا ہی — گنہگار ونکے اوپر رحم کب جلاد کرتا ہے

مین وہ واماندہ ہون ہر ایک جسکو یاد کرتا ہی — جرس کی طرح سارا قافلہ فریاد کرتا ہی

میان عاشق و معشوق یکرنگی ہی ای گلچین — نہین گل توڑتا بلبل پہ تو بیداد کرتا ہے

بناکر نقش شیرین کوہکن فخر یہ کہتا تھا — ہمارا تیشہ کار خامۂ بہزاد کرتا ہے

بہار تازہ یارب کن اسیرونکو دکھائیگا — ہماری خون سے جو رنگین قفس صیاد کرتا ہی

خفا ہوتا ہی ای بت کیون ہمارے شور و نا سے — ہر اک وقت مصیبت مین خدا کو یاد کرتا ہی

اُسنے ہنس ہنس کے ہمین ٹال دیا اے غافل
ہمنے ہر چند کیا حال پریشان رو کے

تن پر جو گل اندام کے بھی بدھی پڑی ہے
کس دست نگارین مین چھپو نکی چھڑی ہے

صحرائے محبت کی وہ منزل یہ کڑی ہے
دہشت سے یہان خضر کو بھی جی کی پڑی ہے

ہر پردہ مشبک ہی جو بادام کے مانند
کسکی صف مژگان سے تری آنکھ لڑی ہی

کیا کیجیے جدائی کا شب وصل مین قصہ
یہ رات تو چھوٹی ہی کہانی وہ بڑی ہی

تصویر خیالی کو مگر عشق ہے ہمسے
جب دیکھیے تب سامنے آنکھوں کے کھڑی ہے

کیا سنبل و ریحان کو خط زلف سے نسبت
وہ طرفہ ہر بوٹی تو عجائب یہ جڑی ہے

فریاد کی آتی ہے صدا سینہ سے ہر دم
میرا دل نالان ہی کہ انگریزی گھڑی ہے

تھا ذکر ابھی تیرا کہ اتنے مین تو آیا
ای قاصد معشوق تری عمر بڑی ہے

بو خون کی جو آتی ہی مجھے تیری گلی سے
کیا آج وہان تازہ کوئی لاش گڑی ہے

تنہا نہ ہمین بیٹھے ہین ای بت تری در پر
اک خلق خدا ہی کہ وہ مشتاق کھڑی ہی

مہمان دم چند ہون اب دیر نہ کر تو
آ جلد کہ سینے مین مرے سانس اڑی ہی

ابتدا ہی مین دکھائی عشق نے کیا انتہا
دلکو لگتے ہی جو منھ پر مردنی سی چھا گئی

جل نہ جائے سبزۂ تربت ہمارا کس طرح
جو گھٹا آئی وہ انگاروں کا مینہ برسا گئی

تیشہ مارا سر پہ جب فرہاد نے نکلی صدا
جان کا کچھ غم نہین محنت یہ سب بیجا گئی

آپ تو جا کر لی ہے عرش پر واز مین روح
اور مجھو رگہای تن کے دام مین الجھا گئی

کون دریاے محبت سے اتر سکتا ہے پار
کشتیِ فرہاد آخر کوہ سے ٹکرا گئی

کیونکہ اشد کی توقع ہو دل پژمردہ کو
وہ کلی گل کی کہین کھلتی ہے جو کھلا گئی

شمع سے دیتا ہی نسبت تو جو روے یار کو
کیا تری آنکھوں نہین ہی ترانہ چربی چھا گئی

عاشق کامل ہے غافل تجھسا ہرجائی نہین
پھر نہین پھرتی جدھر اسکی طبیعت آگئی

گو لگی ہچکی ہے اور آنکھ پتھرائی ہوئی
تم جو یان آؤ تو پھر جائی قضا آئی ہوئی

مر رہیگے زہر ہی کھا کر شب فرقت مین ہم
آج دلمین ہے یہی تجویز ٹھہرائی ہوئی

گرم ہوتا ہی جو مجھسے دمبدم وہ شعلہ رو
یہ رقیبوں کی ہے شاید آگ بھڑکائی ہوئی

کوچۂ قاتل مین مجکو یار تو کرتے ہین دفن
کھود کر پھینکو اندھی وہ لاش گڑوائی ہوئی

آنکھ نرگس کی تمہین مین ہی جو شرمائی ہوئی
آب ہو جاتا ہے تیرے روبرو پیکر کا دل
آرسی کیونکر ترے رخ کی تماشائی ہوئی
پہرے مارا زلف کا ذکر ہوئی جن جا بین دفن
شامیانے کی عوض اوپر ان کے گھٹا چھائی ہوئی
دعوی باطل کیا تھا ساق سیمین کا گری
شمع ابتک ہے سر بازار لٹکائی ہوئی
باغ سے لو تو مرے اے باغبان گلدار تم
[illegible]

[illegible]

کیون داغ غم سے سینہ مرا ناسور ہو جائے
دیتا ہے مجھے یار کی زلفون کا تصور
ہمدوش قیامت شب دیجور ہو جائے
جب ذکر چلا اس رخ پر نور کا غافل
خاموش چراغ شب دیجور ہو جائے
[illegible]
دکھا دینا انھین سنگ شکستہ میری مدفن کا

کم فرصتیِ عمر پہ روتی ہے جو شبنم
آتش کا جلا ہوتا ہے آتش ہی مین اچھا
دامن کا بھلا بوجھ کہان یار سے سنبھلا
مین ہون سیہ بخت کہ مرقد پہ بھی جسکے
باشندون سے کوچے کے ترے ہے یہی شکوہ
وہ گرم رو وادیِ الفت ہون کہ جسنے
گذرے ہے جو سرخی پہ تری لب کی تصور

دیکھی نہین کیا اسنے کہین موج شرر کی
جز داغ دوا اور نہین داغ جگر کی
اٹھتی نہین اس سے تو نزاکت ہے کمر کی
بتی عوض شمع جلاتے ہین اگر کی
ہم روتے رہے تجکو کسی نے نہ خبر کی
جھاڑی نہین چہرے سے کبھی گرد سفر کی
حنظل مین بھی لذت مجھے ملتی ہے شکر کی

تجسے جاؤ ہزار دن ہی مرے دلمین تو غافل
پردہ جو اٹھا بھی نہ رہی تاب نظر کی

غازے سی فروزان رخ پر نور نہ ہو جائے
غلطانیِ گوہر سے کھلا بھید یہ ہمپر
انپر تو مجھے قتل کا کچھ ڈر نہین لیکن
جائے شد و آمد نہ رہی سینے مین دم کی

ڈرتا ہون پری سے تو کہین حور نہ ہو جائے
آغوش سے مادر کے کوئی دور نہ ہو جائے
ظالم تو کہین خلق مین مشہور نہ ہو جائے
دل بھی غم و اندوہ سے معمور نہ ہو جائے

[illegible]

| | |
|---|---|
| عبث تو ہمسے وحشت اسقدر کرتا ہی مجنون | کہ ہم بھی تو ہین دیوانے کسی لیلی شمائل کے |

فنائے ہستی وہمی کا ناحق غم ہے اے غافل
خوشی ہو آدمی مٹنے سے ایسے نقش باطل کے

| | |
|---|---|
| جسکے دلبر ہوں لگے ناوک مژگان کتنے | قتل کرتے ہو اُسے تم بھی ہو ناداں کتنے |
| یاد مین اُس گل عارض کے اگر روئین ہم | دانۂ اشک سے پیدا ہون گلستان کتنے |
| پشت پا توڑکے نکلا جو چبھا تلوون مین | تیز اس دشت کی ہین خار مغیلان کتنے |
| شور زندان مین ہے دیوانۂ زنجیر مین غل | اک مرے مرتے ہی گھر ہو گئے ویران کتنے |
| چشم تر کا مری کیون ساتھ نہین دیتا ہے | ابر کے پاس تو ہین دیدۂ گریان کتنے |
| شوق ہے جامہ دری کا جنہین غنچے کی طرح | رکھتے ہین تیر گریبان وہ گریبان کتنے |
| آہن تیغ کو گلوا کے مرے قاتل نے ق | آج حدادسے بنوائے ہین پیکان کتنے |
| آگے دو چار کو کرتا تھا وہ زخمی پر اب | ہدف تیر بلا ہو وین گے انسان کتنے |
| مین بھٹکتا ہوا اُس دشت مین پھرتا ہون جہان | جسکے ہر جادہ مین نہان بیابان کتنے |
| ایک بھی تجھسے نہ امید برآئی میری | دل ہر کے دل مین ہے حسرت و ارمان کتنے |

اے اجل دید رخ یار تو کر لیتے ہم
کوئی دم کی جو ہمیں اور بھی مہلت ملتی

رہبری جذبۂ عشق نہ کی ای غافل
ورنہ مجھکو کمر یار بدقت ملتی

چمک اسکے رخ پرنور کی دیکھیں اگر تارے
نظارے کے لیے دنکو بھی نکلیں چرخ پر تارے

زمیں کو بھی فلک سے ہمسری کا آج دعوی ہے
گرے ہیں آ کے کفش دلستاں سے اسقدر تارے

نقاب اس شعلہ رو نے گر نہیں بالائے بام الٹی
فلک پر آج کیوں بیتاب ہیں مثل شرر تارے

ہماری طرح یہ بھی کیا تری چھب کے عاشق ہیں
جدھر تو کروٹیں لیتا ہے پھرتے ہیں ادھر تارے

چمک افشاں کی اس نور جبیں کے آگے کیا ہووے
شب مہتاب میں بے نور آتے ہیں نظر تارے

شب فرقت میں ای مہ کسکو تجھ بن نیند آتی ہے
گنا کرتے ہیں بستر پر پڑے ہم رات بھر تارے

مسی آلودہ لب میں چھپ سکیں کیونکر ترے دنداں
چمکتے ہیں شب تاریک ہی میں بیشتر تارے

ترے آگے فروغ حسن کیا ہو اور خوباں کو
کہ بے رونق دکھائی دیتے ہیں پیش قمر تارے

مرے داغ بدن چمکیں نہ کیوں پیری میں ای غافل
کہ اکثر جھلملانے لگتے ہیں وقت سحر تارے

وعدہ وصل مرے ساتھ نہین ہے تو نہو | لطف سو طرح کے پیار ہی ترے انکار مین ہے

دل شکستہ سے بھی غافل نہ گئی شورش عشق
وہی آواز مری صینی سودار مین ہے

جسکے نگاہ کی مرے دلپر سنان لگی
پوچھا نہ یہ پھر اُسنے کہ تیر سے کہان لگی

آواز تیری دل پہ جو مثل سنان لگی
اک پل بھی آنکھ شب کو نہ ای پاسبان لگی

داغ فراق گل مین جلے ہم قفس کے بیچ
تمکو نہ آگ خار و خس و آشیان لگی

مانند خار ہمسے جو کرتا ہی کاوشین
تجکو بھی کیا چمن کی ہوا باغبان لگی

پہونچی فغان قیس جو لیلی کے کان مین
پھر پھر کے دیکھنے وہ پس کاروان لگی

اتنا بہار حسن پہ مغرور تو نہو
ہر گل کے پیچھے رہتی ہی ظالم خزان لگی

مارا کسی نے گر گل بازی وہان تجھے
باللہ چوٹ اُسکی مرے دلپہ یان لگی

حال تباہ دیکھ مرا پوچھتے ہین لوگ
سچ کہہ کہ تجکو کسکی نظر اے جوان لگی

کرتا رہا زبسکہ مین نالہ شب فراق
تالو سے ایکدم بھی نہ میری زبان لگی

زخمی ہے ہو تری صف مژگان سے سیکڑون
خنجر لگا کسی کے کسی کے سنان لگی

| | |
|---|---|
| ضعیفی مین ہر اک اہی تو اہی بکنے لگتا ہی | عجب کیا ہو اگر ہووے کلام پیر بیمعنی |

الف کی شکل ہے غافل نگاہ راست بینان مین
کمان کش کام سے ہرگز نہ سمجھو تیر بے معنی

اب پس قافلہ جز شور و فغان کیا کیجے
پانوُن اُٹھتے نہین ای ہمسفران کیا کیجے

قصۂ گیسوی پرپیچ بیان کیا کیجے
ہر سر حرف الجھتی ہی زبان کیا کیجے

کوہ پر تیشۂ فرہاد سے آتی ہی صدا
دب گئے ہاتھ تہ سنگ گران کیا کیجے

یار دامن سے نہ جب آکے پونچھے آنسو
شمع کی طرح سے پھر اشک روان کیا کیجے

آخر کار تو مٹ جاینگے مانند حباب
ایکدم کے لیے تعمیر مکان کیا کیجے

ایک چادر کے سوا کام نہ کچھ آئیگا
خلق مین جمع یہ اسباب جہان کیا کیجے

ہمنے چاہا تھا کہ کچھ حال دل اس سے کہیے
نہ کھلا وصل کی سب قفل دہان کیا کیجے

کو بکو اُسنے جوانی مین کیا ہے رسوا
عشق کو عالم پیری مین نہان کیا کیجے

جسکی صورت سے ہو حور و پری کو نسبت
عقل حیران ہی کہ پھر اسپہ گمان کیا کیجے

دم گفتار چلا آتا ہے رونا غافل
ماجراے عمر گذشتہ کا بیان کیا کیجے

رہینا کے گوشۂ عزلت مین بیٹھ ای غافل
نہین ہین قابل صحبت یہ ان امیرون کے

مو خوردہ جو وہ نرگس شہلا نظر آئے
تو صبح گلستان کا تماشا نظر آئے

مین اس سے مزا برش شمشیر کا پوچھون
بسمل جو ترا کوئی سسکتا نظر آئے

پیراہن آبی مین چمکتا ہی وہ تن یون
جسطرح سے گوہر تہ دریا نظر آئے

دیکھا تجھے اک بار بھی جسنے وہ کہے ہی
یارب مجھے اب تو نہ کسی کا نظر آئے

موقوف نہین طور ہی پر جلوہ معشوق
ہم دیکھنے والے ہین جو ہر جا نظر آئے

اٹھ جاے جو غفلت کا در چشم سے پردا
اس آئینۂ دل ہی مین کیا کیا نظر آئے

طالب ہو نہین اس جنس کا بازار جہان مین
کوئی بھی خریدار نہ جسکا نظر آئے

ہم بے طلب یار نجائین کبھی غافل
ہمکو در فردوس بھی گر وا نظر آئے

کیا ہی مینے یہ داغ دل مضطر کو پنبہ سے
ندیکھا ہوگا بجھتے آجتک اخگر کو پنبہ سے

نہین لکھتے ہین خط مین شورش دل اپنی کبوتر ہم
کہ ہی کچھ کچھ شباہت تیرے بال و پر کو پنبہ سے

وہ خون بیگناہان ہے یقین ہے سرخ ہو جاے
جو پونچھین بعد صیقل بھی ترے خنجر کو پنبہ سے

تن پر سوز کی گرمی سے آخر آگ لگ اٹھی
نہ بھرنا تھا ہماری بالش و بستر کو پنبہ سے

اگر پیہ مجنون ... باقی ہے [illegible]

[illegible]

| سبزہ تربت کا مرے خار مغیلان ہجائے | | ٹوٹتا جائے اگر دامن جانان آسیر |
|---|---|---|

| | یاربن جام اگر ہاتھ مین لون اے غافل<br>موج مے میرے لیے خنجر بران ہجائے | |
|---|---|---|

| گلبرگ بھی کیسے تو صفا کم نہین اُس سے<br>مجکو سکن موج ہوا کم نہین اُس سے<br>غنچے کے بھی کھلنے کی صدا کم نہین اُس سے<br>تن پر مرے داغونکی قبا کم نہین اُس سے<br>بوسے مین ترے لب کے مزا کم نہین اُس سے | مرجان ہے لب یار ذرا کم نہین اُس سے<br>کیون دام بناتا تو میرے لیے صیاد<br>بلبل ہی کی نالے سے مجھے رنج نہین ہے<br>کمخواب کی چکین کی نہ ترغیب دے اے حرص<br>یا قوتی لب وصل مین کیا چاہیے مجکو |
|---|---|

| | فرہاد کا خون پنجہٴ شیرین نے کیا تھا<br>تیرے بھی تو ہاتھونکی حنا کم نہین اُس سے | |
|---|---|---|

| فرش کانٹونکا ہے یہان بھی تن عریانکے تلے<br>دم لیا ہے تو دم خنجر بران کے تلے<br>رو کے ہم رہ گئے دیوار گلستان کے تلے | بستر گل ہے جو وان پہلوی جانان کے تلے<br>جائے آرام نہین گنبد گردان کے تلے<br>باغبان نے جو نہ دی رخصت پرواز چمن |
|---|---|

[illegible] محفل گلستان سے کرتے

[illegible] عارض کا گل

میں وہ مجرم ہوں [illegible]

فرد بر فرد کئی نامہٴ عصیان سے کرتے

رونق بزم نظارات جو وہ غیرت شمع

ڈھیر پروانوں کا [illegible] چراغان سے کرتے

[illegible] آنکھوں کی محبت میں یہ روتے ہیں غزال

نامہ بر [illegible] دیدہ گریان سے کرتے

میری آشفتہ سری دیکھ کے سب کہتے ہیں

[illegible] زلف پریشان سے کرتے

آرزو خون ہوئی [illegible] سامان سے کرتے

[illegible]

قافلہ

قافلہ والون سے کیونکر جا ملون مین ناتوان
گردباے رہروان ہی سد سکندر ہے مجھے

ای فرشتو دفتر عصیان ابھی رکھو پرے
کھولنے دو پہلے اپنی خون کا دفتر مجھے

ہر در و دیوار سے شکل اُسکی آتی ہے نظر
کم نہین ہی آئینہ خانہ سے اپنا گھر مجھے

دل کے ٹکڑونکی پریشانی کا کچھ تو غم نہین
جمع اب کرتا ہی یہ گنج زر ابتر مجھے

میرے تن پر اور ہی دو چار داغون کی جگہہ
اپنے بھی تو داغ دے ای لالہ احمر مجھے

چاہیے اب ہجر کے صدمونکا مین خوگر ہون
دیکھنا ہی ایک دن ہنگامہ محشر مجھے

بخل آ جائے نہ قاتل کے مزاج ناز مین
جانتا ہے تشنہ آب دم خنجر مجھے

چشم سے غافل ملانے کی گرا جاتا ہون مین
عشق نے دی ہے زبس غلطانی گوہر مجھے

نشان رہا نہ مٹے ہم حباب جار ایسے
جہان سے اٹھ گئے صد حیف یکبار ایسے

ہمارا حال نہ کچھ پوچھو تو گرفتار و
کٹے قفس مین کئی موسم بہار ایسے

نہ آنکو دل کبھی دیتے اگر سمجھتے ہم
کہ بیوفا ہین یہ خوبان روزگار ایسے

کہین سے بھی نہ رہا قابل رفو افسوس
اُڑے ہین میری گریبان کے تار تار ایسے

آواز عندلیب نہ پھر عمر بھر کھلی
نالے کے بعد یہ اسنے دم رخصت بہار
بدلی یہ چھا گئی کہ نہ پھر تا سحر کھلی
دیوانگان حسن کی شورش سے شہر میں
اوج ہوا یہ رات مرے دود آہ کی
گردون پہ بھی ہے مجھ و شفق مر کھلی
کس ماہ بام کا ہے یہ نظارہ مین محو ہے
نظرون طلب کی یہ کسی پر تم کھلی
قاتل نے مرے لاشے کو ایسا چھپا دیا
آنکھ میں مچ کے کھو آئے نظر کھلی
دریا مین بہر غسل نہ آئے وہ بام پر

| دور سے جھلکی سی مثل ماہ نو دکھلا گئے | بسمل دیدار کو تم اور بھی تڑپا گئے |
| --- | --- |
| دل سے دلکو راہ ہوتی ہے سچ کہتے ہیں لوگ | جیمین جو بات اٹھانی یا ہے وہم پا گئے |
| سرخی عارض کو تیری گلستان میں دیکھکر | رنگ گل ایسا اڑا جو سرخ بادل چھا گئے |
| زیر خنجر جب ترے مذبوح نے نالہ کیا | کانپ کانپ اٹھیں زمینیں آسمان تھرا گئے |
| گلشن ہستی تماشاگاہ سے کچھ کم نہ تھا | ہم بھی یان ملک عدم سے آکے جی بہلا گئے |
| ناقۂ لیلی کی جب دم نجد مین آمد سنی | بہر استقبال پہلے آہوے صحرا گئے |

قصۂ گیسو کو اتنا طول اے غافل نہ دے
مختصر کر تو کہ سننے والے بھی اکتا گئے

| وہ رمز کون سی تھی نہ جو سر بسر کھلی | پر اس دہن کی بات نہ ہر ایک پر کھلی |
| --- | --- |
| کانوں مین ڈالی تونے جو زینت کے واسطے | عارض پہ تیری خوب وہ سالک گہر کھلی |
| کہتا ہے کوئی مہر اسے کوئی شمع طور | ہمپر نہ کچھ حقیقت داغ جگر کھلی |
| دیکھا نہ دل جلون کا کوئی ہمنے سدہ | چارون طرف ہے دیر رہ شر کھلی |
| غنچہ تمام عمر چھپائے رہا اسے | اے گل نہ رکھ چمن مین تو یون مشت زر کھلی |

دیکھا تھا ایک دن کہین تجکو سوار اسپ
ماند آئینہ ہے مری چشم تر کھلی
ڈھونڈھا کیے عدم میں تری کمر
منزل پہ بھی پہونچکے نہ اپنی کمر کھلی
سوتا ہی چھوڑ جائے مجھے اہل کاروان

اچھا ہوا جو آنکھ مری بیشتر کھلی
غافل ہر دم دل ہے وفا دوانی بند
دو دن کی بات ہے کہ رہی عشق نظر کھلی

اے لاشہ فیل کیا تماشا ہے چمن میں
سین سلام بجا لائے مجھے چمن کی
دنیا دہ کا نذر مین ان ہو کے ایسے
بیان انہیں کی طرح کا ہے

عجب

| | |
|---|---|
| خجل ہو کر ہماری آہ یون نالے سے کہتی ہے | نہ کچھ تاثیر تونے کی نہ کچھ تاثیر مینے کی |

کبھی اوقات عشرت ہی مین اے غافل مری اتبک
جہان مین شاد کس دن خاطر دلگیر مین نے کی

| | |
|---|---|
| شہید ناز کسی کو جو لالہ رو کرتے | ملک بھی سر کے کٹانے کی آرزو کرتے |
| جدا نہ دامن قاتل سے اپنا ہاتھ ہوا | یہ داغ خون تو نہ تھا جسکی شست و شو کرتے |
| ہمین تو کعبے سے کچھ کم نہ تھا ترا کوچہ | بجا تھا اُسمین اگر سجدہ چار سو کرتے |
| مزا تو زخم سلانے کا ہمکو تب ملتا | جب اپنے ہاتھ سے وہ چاک دل رفو کرتے |
| زبان اگرچہ دم نزع بند تھی اپنی | جو آتے وہ تو اشارون مین گفتگو کرتے |
| پس فنا بھی نہ یکجا ہمین تو چین آیا | فرشتے خاک مین پھرتے ہین جستجو کرتے |
| چمن مین دھوم مچاتا نہ اسقدر مین تو | بہار آتے ہی گر کم مرا لہو کرتے |
| خموشی رخصت فغان اگر ہمین دیتی | کسی کے ہاتھ سے فریاد کو بکو کرتے |
| درست جب تری تصویر ہوتی تب نقاش | دہن کو نقطہ بناتے کمر کو مو کرتے |
| مثال شانہ اگر اپنی سو زبان ہوتین | بیان فسانہ گیسو ہی مو بمو کرتے |

چھپک جاتی ہیں آنکھیں دیکھ کر نظارہ بازو کی
پڑی ہے غنچے کے دل میں گرہ بلبل کی جانب سے
ہمیشہ نالہ وزاری کی جو آواز آتی ہے
کیا تھا ذکر کسنے باغ میں اس قد نازک کا
فلک دیتا تو ہے تکلیف نالی کی ہمیں لیکن

اگر پردے سے باہر اس مہرو کی جبیں نکلی
ہنسا یا بھی صفائی پر پیشانی سحر چین نکلی
ترو کشتہ کی تن سے روح کیا اٹک نہیں نکلی
زمین سے سرنگوں جو شاخ نخل یاسمین نکلی
جلادیگی اُسے جب لب سے آہ آتشیں نکلی

مقر کیونکر نہو ہر ایک تیری فکر عالی کا
بنایا آسمان تونے ہی غافل جو زمین نکلی

غم نہیں اسکا کوئی شیشہ گر نہو اور ٹوٹ جاے
ضد پر آئے صانع عالم سے گر نالہ مرا
ظالموں کا خلق میں ناقص ہی رہنا خوب ہے
جلے حیرت ہے کہ دل کا آئینہ تیرے حضور
تا لب محو نوش سحر تیرے نہو وہ لب بلب
حیف یوں قطرہ عرق کا گیسوے شبرنگ سے

پر غضب ہے اشک یوں گوہر نہو اور ٹوٹ جاے
لاکھ بازی گنبد خضرا بنے اور ٹوٹ جاے
یا الٰہی دستہ خنجر بنے اور ٹوٹ جاے
سختی ایام سے پتھر بنے اور ٹوٹ جاے
خاک سو اغیار کی ساغر بنے اور ٹوٹ جاے
گرتے گرتے رد کش اختر نہو اور ٹوٹ جاے

خاک پوچھو ہمین دوا دل کی جو آتا ہمین کچھ
چشم بیمار کا اپنی ہی وہ چارا کرتے

مذہب اہل تصوف بھی عجب ہے جسمین
دشمن و دوست کی یکسان ہین مدارا کرتے

تیغ ابرو ہی یہ کھینچا کیے وہ ای غافل
امتحان آ کے کسی دن تو ہمارا کرتے

کیا کام قبا سے ہے نہ مطلب کفنی سے
مجنون ہون مجھے شوق ہے عریان بدنی سے

مارا کوئی باتون سے کوئی کم سخنی سے
قاتل کو مرے کام نہین تیغ زنی سے

ناچار ہو پھر تیشہ کیا میرے حوالے
فرہاد کا جب ہاتھ تھکا کوہ کنی سے

حیرت نے مجھے ثانی معشوق بنایا
خاموشی مری کم نہین کچھ بے دہنی سے

کس قامت موزون کا ہو کشتہ جو مری خاک
اڑ اڑ کے لپٹ جاتی ہے سرو چمنی سے

نیلم ہے اگر تل تو حدید اسکی مسی ہے
یاقوت سے لب دانت ہین ہیرے کی کنی سے

بلبل کی نہ لگ جاے نظر تجکو چمن مین
اندیشہ یہی ہے تری گل پیرہنی سے

اچھا نہین احسان کمینے کا اٹھانا
دولت بھی ہمین دے تو نہ لین چرخ دنی سے

قمری کی یہ طاقت ہے کہ ہو ہم سے مقابل
دم بند ہے بلبل کا مری نعرہ زنی سے

چشمہ تیغ کی طرح ہم سے وہ پتھر ہو جاے
اس گلستان میں نہیں مجھسا کوئی سوختہ [illegible]
دو سخن جا بین جو ہم تنگ خلائق سے [illegible]
کوئی بجز ... کوئی تیر ان کوئی انگشت [illegible]
[illegible]
ہیں بیسم ... شوق نہیں [illegible]
وادی خوابون ... [illegible] ہو جاے
آدمی اتنا بھی [illegible]
پر انجا جنون [illegible] چاک گریبان کی [illegible]

وقت یار میں ... [illegible]
آج کی رات ... ہو سو عمر ہو جاے
گردش ... نہیں تقدیر میں میری
پھر ... فلک کس ... تدبیر میں میری
[illegible]

| | |
|---|---|
| دلکے داغوں کی طرح زخم بھی پنہان کرتے | وہ نہ تھے ہم کہ جو قاتل کو پشیمان کرتے |
| ہمنے یہ درد محبت میں مزا پایا تھا | مرتے مرجاتے وے اسکا نہ درمان کرتے |
| قوت دست جنون سے جو خبر ہوتی ہمین | تار آہن سے رفو چاک گریبان کرتے |
| دفن ہوتا چمنستان میں جو میں زمزمہ سنج | طوف مرقد کا مرے مرغ خوش الحان کرتے |
| فعل بد ایسے نکر تو کہ خدا کو نادان | دیر لگتی نہیں انسان سے حیوان کرتے |
| اپنی ہر عضو کی تیغون سے اُڑے تھے پرزے | جمع کس طرح یہ اوراق پریشان کرتے |
| مانع سیر عدم تار نفس ہین اپنے | کٹتی زنجیر تو ہم قصد بیابان کرتے |
| اپنی وحشت میں کبھی پاؤں میں پر لگتے | کسطرح ہمسے خلش خار مغیلان کرتے |
| لوٹتے خاک شہیدان پہ عنان چمن | پیرہن جھاڑتے وان سیر گلستان کرتے |
| نفس چند ہی باقی تھے مری یہ کاوش | اب بھی آجاتے وہ الدم کو تو احسان کرتے |

قافلے والے ٹھہرتے جو ذرا اے غافل
بیٹھکر گریہ سر گور غریبان کرتے

| | |
|---|---|
| رات کو وا جو نقاب رخ دلبر ہو جاے | کثرت نور سے خورشید ہر اختر ہو جاے |

[illegible]

موسے جاہوں جانی سے بھی جھمکی دیکھکر جسکی
کہ ہو شانے کے قبضے میں وہ زلف عنبرین ساری

کمان سمین تنی ہو دل صد چاک کی اپنے
قیامت ہو جو عنبر سے نکالی وہ جبین ساری

بڑھایا ربط اتنا کسلیے تو نے رزالوں سے
اٹھاتی جھڑکیاں اور گالیاں تیری ہمین ساری

صفائے حسن پر اسکے اگر عاشق نہ تھا غافل
چمن سے لیگیا چن چن کے پھر کیوں یاسمین ساری

محفل عشرت بھی خوش آتی نہیں اصلا مجھے
یاد دلواتے ہیں تیری ساغر و مینا مجھے

آگئی پہلے ہی دل پر نا امیدی کی شکست
مانگتا عقبی بھی میں ملتی اگر دنیا مجھے

ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کر رہ جاتا ہوں میں
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

قبر کیا دیوانہ و لاغر بدن کو چاہیے
گاڑ دو کوئی میان جادۂ صحرا مجھے

یار بن آب روان کی سیر کو جب میں گیا
تیر و خنجر سے لگے خار و خس دریا مجھے

پھر نہ آئے جب سے قبر تیرہ میں بٹھلا گئے
چھوڑتے تھے ایک ساعت بھی نہ جو تنہا مجھے

زندگی سے رنج میں تھا یہ بڑا احسان ہوا
گر نہ روز حشر کو خالق کرے پیدا مجھے

آہ جب ضعف بدن سے لب تلک آ سکتی نہ تھی
دل دہی کرتا تھا یہ زنجیر کا نالا مجھے

[illegible]

رفتار اگر سیکھے ترا شمشاد ہماری
دل شوق شہادت میں تڑپتا ہے فدایا
کس روز خبر لیوے گا صیاد ہماری
کس سے کہیں حال دل حزین یہ غافل
سنتا ہی نہیں وہ ستم ایجاد ہماری

جھوٹا نکلا ترا قول و قرار دوستی
عاقبت توڑا ہے عہد استوار دوستی
آج پھر عہد ملاطفت ہے یار تو کل دیر
اس زمانے میں نہیں ہے اعتبار دوستی

[illegible]

پلٹ جاوے یونہین قسمت کسی کی
[illegible] غفلت کسی کی
اسا گھر آئے آئے رہ گیا وہ
بھلی لگتی نہین صورت کسی کی
[illegible] محبت کسی کی
[illegible] کسی کی
غافل [illegible]
[illegible]
[illegible]

قریب مرگ ہے حالت کسی کی
فلک نالے کا تو کیون سد رہے
نہ اپنے سر پہ لے آفت کسی کی
تمنا ہی مین لاکھون مر گئے ہین
نکالی تو نے کب حسرت کسی کی
ہمارے ساتھ کے وعدہ ہوا ہے

| | |
|---|---|
| دشمنی کرتے ہین اس سے جو کہ اپنا دوست ہو | ہمنے دیکھی یہ عجب رسم دیار دوستی |
| مان کہنا داغ سینے کا نہ دھو اشک گرم | رہگیا ہے اک یہی تو یادگار دوستی |

کوہکن ہی تھا جو غافل جلکے لایا جوے شیر
ہر کوئی کا ہیکو ہے شایان کار دوستی

| | |
|---|---|
| سوز فراق بسکہ ہماری بدن مین ہے | ہے تار شمع تار جو یان انجمن مین ہے |
| لب پر مسی نہ پان کی سرخی دہن مین ہے | عالم ہزار رنگ کا اک سادہ پن مین ہے |
| طاقت نہین کہ بات کرین آگے یار کے | کہنے ہی کو زبان ہماری دہن مین ہے |
| بلبل ذرا تو رکھ تو مسی سر کو زیر بال | ہے وہ قفس مین بھی جو تماشا چمن مین ہے |
| جسپر نظر پڑی وہ ہین دیوانہ ہوگیا | کیا سحر تیرے نرگس جادو فگن مین ہے |
| اپنا لہو بہایئے اب جوے شیر مین | ای تیشہ آرزو یہ دل کوہکن مین ہے |
| آرایش اسکی زلف کی جب سے ہوئی ایا | ہے پیچ پیچ مین تو شکن بھی شکن مین ہے |
| کس شمع رو کے چہرے سے پردا اٹھا ہے آج | پروانہ بیقرار بہت انجمن مین ہے |
| موے کمر سے تیری اسے کیا مناسبت | ایسی لچک کمان گہ برگ سمن مین ہے |

بلا کرتی ہے اب منت کسی کی
صدا آتی ہے اب [illegible] کسی کی
نہ ہو برباد یون [illegible] غافل
[illegible] دوستی مین [illegible] کسی کی
مری دو دشمنی ہوتی الفت کسی کی
[illegible]

[illegible]

بن چکی زلف کہین ہاتھ سے رکھو ہی شانہ
جی الجھتا ہی مرا اوسکے سلجھانے سے

دست پا تیغ قناعت سے جو کاٹو تو ہی خوب
دربدر پھرنے سی اور ہاتھ کے پھیلانے سے

سرگذشت شب ہجران ہی کہانی یہ نہین
نیند آویگی نہ تمکو مرے افسانے سے

ملتفت شمع رخان ہون کہ ہون ای غافل
مین ہون پروانہ مجھے کام ہی جل جانے سے

بیابان محبت سی گذرنا سخت مشکل ہے
وہ مہلک ہی یہ رستہ گور جسکی پہلی منزل ہی

اسے کہتی ہین جذب عشق مجنون کی طرف لیلی
چلی آتی ہی پانون پانون ناقہ ہی نہ محمل ہی

بجاے بادہ اسکے تو لہو آتا ہی ساغر مین
ہمارا شیشۂ دل ہی کہ حلق مرغ بسمل ہے

گلا کاٹو جو تجھپر کوئی کس سے خونبہا مانگے
نہ وہ مقتول تیرا ہی نہ تجھ کو اسکا قاتل ہے

سمندر دست ماے موج پھیلاے جو رہتا ہی
یہ کس چشم گہر افشان کے دروازے کا سائل ہی

چلاے ایک چنگاری نے جسکے طور کے پتھر
ہمارا آب خاک و بادہ مین وہ آگ شامل ہی

وہ رشک حور سب مین جلوہ گر ہی گو نہ دیکھین ہم
تصور اسکا نہین اپنا حجاب چشم حائل ہے

کوئی اف بھی نہین کرتا ہی پروانے کے جلنے پر
سبھی بیدار رہین سو گئے ہین یہ کیسی محفل ہی

کب نکلی نہ تھی تیغ تری میان سے باہر
پیغام زبانی تو ہمین نہ بھیجے گا ہے
خندان ہے لب زخم جو ندیوح کا تیرے
جبتک کہ رہی طبع کسی شوخ پہ مائل
تھا دشمن جان کوئی کوئی درپئے ذلت
وحشت کو مری دیکھ کے کہتے ہین یہ آہو

کب ہمکو تمنا ہے شہادت نہوئی تھی
گو آپکو خط لکھنے کی فرصت نہوئی تھی
کیا اسکو تہ تیغ اذیت نہوئی تھی
اکدم بھی میسر مجھے راحت نہوئی تھی
کس کس کو مری ساتھ عداوت نہوئی تھی
مجنون کو بھی اسطرح کی وحشت نہوئی تھی

اب کیا ہے جو غافل ہی کا ہے ذکر ہر اک جا
آگے تو کبھی اسکی یہ شہرت نہ ہوئی تھی

باز آؤ کہین اب بھی ستانے سے کسی کے
انبوہ خلائق ہے مرے لاشے پہ نہوئے
ہے پاک محبت جنھین معشوق سے اپنی
ٹھکرائے نہ چل خاک کہ ہو تو نکو تو اے شوخ
مٹ جائینگے جیون نقش قدم ہم ترے در پر

حاصل تمھین کیا ہوگا کڑھانے سے کسی کے
ایسا نہو جی اٹھون مین آنے سے کسی کے
ڈرتے نہین وہ عیب لگانے سے کسی کے
ہرگز یہ نہ جائینگے جگانے سے کسی کے
پر یان سے نہ اٹھینگے اٹھانے سے کسی کے

مقابل جو ہو عاشق کا وہ محروم رہتا ہی
نہین بجھتی ہی دریا سے کبھی آغوش ساحل کی

یہ قربت مصحفی کی تو غنیمت جان اے غافل
کہ قسمت ہی سے ہاتھ آتی ہی صحبت ایسے کامل کی

شہادت کی بھی من حسرت نہ نکلی کچھ مری دلکی
کہ بستر تک آتی آتے مڑ گئی شمشیر قاتل کی

الٰہی خون ہمارا دیکھکر اُسکو بھی غش آئے
تماشا ہی جو حالت ایک ہو مقتول و قاتل کی

لگایا سر پہ تیشہ کوہکن نے ہو کے دق آخر
نکالی خوب ہی اُسنے دوا بیماری سل کی

اُٹھایا اُسنے دشت نجد سے بھی بستر اپنا
گئی جب گوش مجنون مین صدا میری سلاسل کی

کسی صورت تو وہ نظارہ کرلے روے قاتل کا
تڑپنے مین سرک جائے جو ٹوپی چشم بسمل کی

کیا تھا ذبح کیا تیغ ادا و ناز سے اُسکو
تڑپ جاتا ہی جو ہر اک تڑپ پر مرغ بسمل کی

دل آگاہ سا قاصد نہین کوئی بھی اے غافل
کہ لا دیتا ہی اک دم مین خبر یہ لاکھ منزل کی

کام یان جسکو پڑا ہی چشم زلف یار سے
کم نہین ہی زور اُسکا کچھ شب بیمار سے

کیون نہ مژگان تیز تر ہو ابروے خمدار سے
تیغچے مین کاٹ ہوتا ہی فزون تلوار سے

غفلت تو بار رکھی ہے کار ثواب سے [illegible]

[illegible]

کیونکر نہ ہر شرارۂ آتش فغان کرے
دوزخ عذاب مین ہے ہمارے عذاب سے

چہرے پہ اسکے ابسکہ ہجوم نگہ ہوا
جامے سے خانے گل گئے آخر نقاب سے

ہمسے چھپے تو غیر سے ہوتے ہو روبرو
بے پردگی ہی خوب ہے ایسے حجاب سے

مجکو سبب وصال یہ ڈر ہو کہ آسمان
پیدا کرے کہین نہ سحر ماہتاب سے

دریاے خون ہے کوچۂ قاتل مین موجزن
سر اڑ اڑ کے بہتے ہین موج وحباب سے

دکھائی جو جیب سے کوہ کی ٹکر نہ بحر عشق
کشتی ہماری چلتی ہے بچکر حباب سے

میت کا میری منہ نہ لحد مین بھی دیکھنا
مارا ہے مجکو یار نے تیغ حجاب سے

کس مست کے عشق نے دکھلائے ہین یہ گل
ہم دونون ہاتھ ہو گئے سیخ کباب سے

آنکھ بھی ڈوبی دیکھتے ہی دم نکل گیا
لکھی تھی کیا قضا مری موج شراب سے

ہم وہ درخت خشک ہین ہرے عشق مین
جل جائین جو پانی نہ آئین سحاب سے

تا وہ بھی جانے حالت دل تفتگان عشق
نامہ لکھے یار کو خون کباب سے

تو کسطرح حساب کریگا بروز حشر
باہر گناہ مین جو ہے حد حساب سے

ابر کرم تب آکے خبر تو نے لی تو کیا
جب جل کے خاک ہو گئے برق عتاب سے

[illegible]

نالہ آغاز محبت مین نہ پہونچا لب تک — تو مسافر کو بہت رنج سفر ہوتا ہے
یاد آتی ہے مجھے آبلہ دل کی شکست — ٹوٹے شیشہ تو مرا ٹکڑے جگر ہوتا ہی

کون سی شب ہے وہ غیر از شب وصل اے غافل
شام سے جسکا کہ آغاز سحر ہوتا ہے

خط کا مضمون مرے طفل سمجھا کب ہے — سب نہ لفظ مین پوشیدہ مرا مطلب ہے
بیم و امید سے یہ حال ہمارا اب ہے — اشک آنکھون مین بھری خندہ زیر لب ہے
ماہ ہے آج فلک پر کوئی کوکب ہے — ظلمت گور ہے یہ یا کہ سواد شب ہے
سکاسے دکھاتی ہے نہالی بھی ہمین یا رب — دھاریان مار ہین جو بوسہ ہے وہ عقرب ہے
گر مین گبر و مسلمان مین مسلمان ہون مین یا — مرد وابستہ ہون رندانہ مرا مشرب ہے
وہ بھی اک شعبدہ بازی فلک بھی نہ ہی — اب کہان ہین کہان لیلی کہان مکتب ہے
صفت روح ہو جسکے تن خاکی مین — قالب خاک نہین کشش کا اک قالب ہے
نظر کرون ایک ہی سر تا بہ قدم جو ہے — وحشت آہوے رم خوردہ مرا مرکب ہے
اب جنت بھی ہمین گل فردوس ہی رخ — سبزہ باغ جنان خط بنت لب ہے

میرے گریہ سے لفافہ ہی نہین کچھ تر ہوا
مٹ گئی ہر جا بجائے نامہ کی تحریر بھی
کون سا پردہ رہا ہے میری رسوائی پہ آہ
ہو چکا گلیون مین میرے لیے تشہیر بھی
سانحہ فرہاد کے مرنے کا ایسا ہو گیا
جسکے ماتم مین ہو گریان جوان و پیر بھی
غرق بحر شرم ہے تیشہ جو اپنی آب سے
پانی پانی تو خجالت سے ہوئے شیر بھی
دیکھین بندھتی ہے چمن مین کسکے نالون کی ہوا
نالہ کش بلبل بھی ہے اور غافل دلگیر بھی

پابند گیسوے سیہ یار ہم ہوے
دانستہ کس بلا مین گرفتار ہم ہوے
ہر طرح اُسکی گرمی بازار ہوے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوے
بیگانہ وار اس چمنستان مین کی بسر
ہرگز نہ آشنائے گل و خار ہم ہوے
آتی ہے اُس گلی مین ہوا درد دل فزون
دار الشفا مین اور بھی بیمار ہم ہوے
چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے
دام بلا مین ایسے گرفتار ہم ہوے
اُبکی نہ ایک نالہ رنگین ادا ہوا
شرمندہ تجھسے بلبل گلزار ہم ہوے
موسیٰ کی طرح ہمسے نہ کرلن ترانیان
دیکھین بنینگے جو طالب دیدار ہم ہوے

| | |
|---|---|
| چشم گریان جو بنا ساغر مے اے ساقی | دور محفل میں نہ ہا کسکی لب خندان سے |
| جانکر غیر وہ بت مجھسے ہوا ہم صحبت | جب گئی شکل بدل ایسی غم نہان سے |
| جن فقیروں کی توکل میں بسر ہوتی ہے | انکو کچھ کام نہیں گنج زر سلطان سے |
| ہے بہت خام ابھی سلسلۂ عشق میں وہ | کہدو مجنونکو رکھیں دور مری زندان سے |
| قابل دید ہے یہ گریۂ مستانہ مرا | خاک پر لوٹتے ہیں اشک دو غلطان سے |
| یاد آتا ہے کسی زلف میں شانہ کرنا | کھیلتا ہو جو کوئی افعی بے دندان سے |
| دل گرفتہ تری جنت میں بھی بیٹھے ہیں ملول | حور ہنستے ہیں نہ بولتے ہیں غلمان سے |
| ابر مژگان نے لگادی ہے جھڑی یار بغیر | کم نہیں روز سیہ اپنا شب باران سے |
| لذتیں لیسکہ اٹھائیں ہیں غم دوری میں | وصل کے دنکو بدلتا ہوں شب ہجران سے |

کب تماشاے چمن انکو خوش آئے غافل
غنچے گلزار میں لگتے ہیں جسے پیکان سے

| | |
|---|---|
| شب جو گیسوے سیہ سر کی رخ جانان سے | جھائیاں ہٹ گئیں رخسارۂ تابان سے |
| کیا فرشتہ ہے کہ یہ باز رہے عصیان سے | بشریت ہے جو ہوتی ہے خطا انسان سے |

دنیا ہے مثل گلشن تصویر بے ثبات
دلسے مت نکالیو نقش و نگار سے
جو زاہدی کم نہین ہے یمن ذوالفقار سے
بن یار گلگشت ہی نظر ہے نہ بہشت بھی
تھمتا نہین جو نالہ لیلی اس مار سے
مجنون کے جذب عشق نے کھینچا لیلی کو
آئی بنا بہر آئی لو سے لیلی کو تار سے
دوستے اسکے عشق مین مجنون ہوا ہون مین
گر تو نہ آئین بت مرے سنگ مزار سے
وہ نا قبول ہون کہ نہ جاہین اٹھے

ممکن نہین کہ نقل مین ہو اصل کی صفات
نکلے ہی کام ہم کا کب پشت غار سے
ہوسکے نہ ہم بغل جو کبھی سے تو قدم رگ سے
ملتی ہین نجات عذاب فشار سے
یہ عشق ہی وہ آتش سوزان کہ جسمے آہ
دونون جہان کو پھونک دیا اک شرار سے
عالی منش کی نکلے ہے پہونچے ہی کب گر زمین

دیدۂ تر سے جو اسکے متصل جاری ہین اشک
اب کہان وہ ماہر جو پیجیے ملکر شراب
بزم مین نکلے گلے سی پھر نہ قلقل کی صدا
ہاتھ تک اسکی ساقی اور میری آب تک

گہ گیا ہے کچھ تو سر گوشی مین شیشہ جام سے
توڑیے یاد ہم آغوشی مین شیشہ جام سے
لے اگر تعلیم خاموشی مین شیشہ جام سے
رہگیا عاجز فزون گوشی مین شیشہ جام سے

ناگہان دلبر ہمارے آگئی غافل شکست
رات ٹکرایا جو مدہوشی مین شیشہ جام سے

آئے ہین تنگ ہم ستم روزگار سے
چلتے ہین راستے مین جو بچکر غبار سے
لینے ہی داد تجکو تو لے قصر یار سے
چشم سیہ کی رہتے ہین اکثر کمین مین ہم
گل دیکھتے ہی داغ جنون مشتعل ہوا
جو میرے پا کا آبلہ ٹوٹا دہن بنا
منھ پر غبار خط ہے نہ دلبر پہ گرد کین

جائین کہان نکل کے فلک کے حصار سے
واقف نہین ہین اپنے وہ انجام کار سے
ای موج گریہ سر نہ ٹپک کو ہسار سے
پائین کمین دغانہ ہرن کے شکار سے
حق مین مرے خزان ہی بھلی تھی بہار سے
کرنے کو شکوہ دست تعدی خار سے
ہی صاف اسکا ظاہر و باطن غبار سے

کاسہ فلک نہ کر سکین سے بیا سوار سے
جاتا رہا ہے سر سے الٹ جھونکون عشق
غافل ہوا اندرون مین ہو ہم ہوشیار سے
گذرے سے کون سے گریبان لالہ زار سے
جاری ہوئی ہے اب نکلے یہ پھر اکر بیابان سے

قاصد ہو نامہ بر بہار ہے طلوع صبح
[illegible]

اے برق تیرا کیجیے کس منھ سے سامنا
جاتی رہی تڑپ پہ دل بیقرار سے

ہم دل جلوں کی خاک اڑا تو نہ ای صبا
ہوگا جہان سیاہ ہماری غبار سے

ہر رنگ زرد اپنا بہ از کشت زعفران
کچھ کم نہین خزان بھی ہماری بہار سے

تکلیف نالہ مجکو نہ دی ورنہ عندلیب
جل جائیگی مری نفس شعلہ بار سے

الفت چمن کو اس سے یہی ہو تو چلیے وقت
گل خار بنکے الجھین گے دامان خار سے

بعد فنا بھی آرزوے وصل یار مین
باہر رہین گے ہاتھ ہماری مزار سے

ماہ تمام گھٹ کے بنا صورت ہلال
تشبیہ دی جو ہمنے اُسے روے یار سے

صحرا مین کوئی خاک اڑاتا ہو نجد کی
ٹکرا رہا ہو سر کو کوئی کوہسار سے

غافل بہار آئی ہے ہے موسم جنون
بیٹھا ہے کیا تو اٹھ تو سہی کوے یار سے

ٹپکنے پر ہین قطرات عرق زلف معنبر سے
خدا وندا یہ ابر تر ہماری خاک پر برسے

سزا کچھ تو ملا قاتل مجھے گردن کٹانے مین
جو پھر حلق بریدہ کو رگڑتا ہون خنجر سے

نہین دیتا ہو پہنچنے نامہ بخت نارسا وان تک
گلہ قاصد سے ہی ہمکو نہ کچھ شکوہ کبوتر سے

مرا ہی دل لب شیرین کے بوسے سے نہیں پھرتا
وگرنہ چار دن میں طبع پھر جاتی ہے شکر سے

بنایا عالموں نے ہمکو عمامہ فضیلت کا
زمین پر ہمنے دے ٹپکا تھا جس دستار کو سر سے

غرض لاحق نہیں ہوتی کبھی اسفل سے اعلیٰ کی
کہیں خورشید بھی کرتا ہے کسب نور اختر سے

بنائے پر عمارت کی عبث مرتے ہیں یہ منعم
کہ خشت گور تک باقی نہیں مغرور قیصر سے

دل پر داغ کا سینے میں جلنا یاد آتا ہے
نکلتے دیکھتا ہوں میں جو دود عود مجمر سے

فقیر بے طمع جمکر جہاں بیٹھا وہاں بیٹھا
بہ رنگ نقش پا یہ نہیں اٹھتا ہے بستر سے

اسی سے خون بہا مانگیں گے ہم روز قیامت کو
ہمارا جسنے خون دھویا ہے تیری دست خنجر سے

بڑے نادان ہیں جو انہوں سے کچھ امید رکھتے ہیں
لب خشک صدف کسدن ہوئے تر آب گوہر سے

نہیں ہے تاب رسوائی کی خاص و عام میں ہمکو
حساب اپنا کریں اے کاش پہلے روز محشر سے

نہیں یہ کہکشان یعنی نشان کا سیر سا یہ ہے
فلک کہتے ہیں جسکو وہ بنا ہے گرد لشکر سے

مدد سے اختر طالع کی ہم آخر بلال آسا
سلامت اپنی کشتی لے گئے اس بحر اخضر سے

غضب یہ ہے جو مضمون وصل کا لکھوں اسی خط میں
لپٹ جاتا ہے لاسے کیطرح بال کبوتر سے

نہیں ہے پیرو کسی کے ہم طریق عشق میں غافل
ہمیشہ رہتے ہیں اک دو قدم آگے ہی رہبر سے

گدا ہیں ہم ہمیں لازم تواضع اور مدارا ہے
وہ شاہ حسن ہے زیبا ہے [illegible]
نہیں معلوم انکو کس کے ابرو کا اشارہ ہے
[illegible]
کیا افشا ہمارے راز کو اس خستہ جانی نے
[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| کیا ستاوٴ گو مرے اے بت سنگ آتا ہے | جب تو آتا ہے یہان بر سر جنگ آتا ہے |
| چشم بیمار تری سرخ جو خونخوار سی ہے | بادہ نوشی سے کب آنکھو نمین یہ رنگ آتا ہے |
| کیونکہ ہر نالہ مرا با اثر تک پہونچے | ایک ہی آدہ نشانے پہ خدنگ آتا ہے |
| اسقدر کوئی بھی رکھتا ہے کدورت اُن مین | صاف کرتے ہین جو آئینے پہ زنگ آتا ہے |
| کتنا بیباک ہے یہ غمزہ سفاک ترا | کھینچکر تیغ میان صف جنگ آتا ہے |
| جب بلاتی ہو مجھے تب مین یہان آیا ہون | اب نہ آونگا اگر آپکو ننگ آتا ہے |
| ضبط کرتا ہون تو لگتی ہے پر بال مین آگ | نالہ کرتا ہون تو صیاد بہ تنگ آتا ہے |
| عزم کیا ناقہ نشین کا طرف مجنون ہے | ناز کرتا ہوا جو نالہ زنگ آتا ہے |
| کسکا دیوانہ ہے یہ اردو صحرا لیلی | پاسبانی کو ہر اک شیر پلنگ آتا ہے |
| جان لینے کی تو ہین یاد ہزارون گھاتین | دلفریبی کا بھی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہے |

متبذل بسکہ فن شعر ہوا ہے غافل
کوئی شاعر مجھے کہتا ہے تو ننگ آتا ہے

| | |
|---|---|
| ہم فقیرونکا بدن آلودگی سے پاک ہے | بوریا ہی اپنا ہمکو کیسۂ ولاک ہے |

داغ

# خاتمۃ الطبع

داغ ہر دل ہے اگر لالۂ غم فرہاد مین
آئے لیلی بھی اگر اُسمین تو مجنون نکلے جاے
یار بن ہمکو نظر آتا ہے ویرانہ چمن

ماتم مجنون مین ہر جادہ کا سینہ چاک ہے
بسکہ صحرا تیرے دیوانون کا وحشتناک ہے
ڈھیر بھونرونکا نہین ہے یہ خس و خاشاک ہے

شہسوارون سے بھی اسکی باگ رک سکتی نہین
یہ سمند عمر غافل اسقدر چالاک ہے

مدعی کی عیب گیری سے ہمین کیا باک ہے
سرکشی مانند شعلہ اسقدر اچھی نہین
شرم آتی ہے جو اُس سے یار کو ہنگام غسل
جانب صیاد حرم بھی جو نظر کرتی نہین
جان بلب ہین کیسو گرفتہ ریت تڑپتے ہین ہم
کسطرح سے پہونچے مجنون ناقۂ لیلی کے ساتھ
ساقی مخمور سے کہتے ہین یون مستی مین ہم
اور تو آثار بلبل اب گلستان مین نہین

پاک طینت ہین محبت بھی ہماری پاک ہے
خاکساری کر کہ آخر ایکدن تو خاک ہے
کیا حباب بحر میرا دیدۂ نمناک ہے
منتظر کسکی یہ چشم حلقۂ فتراک ہے
گر وہ یہ کھینچے تیغ تو اکدم مین جھگڑا پاک ہے
جسقدر یہ رشتہ ہے اتنا ہی وہ چالاک ہے
تاک سے جیسے ہم پیچیدہ چوب تاک ہے
یادگار آشیان مشت خس و خاشاک ہے

نازک خیالی تھی اگرچہ وہ اس فن مین کامل تھے لیکن اکثر اشخاص انکی کلام سے بیخبر و غافل تھے انکی خلف الصدق میان جھمو خان اس پریس مین ملازم باوقار ہین اپنی صناعی مین یکتاے روزگار ہین انھون نے ایک روز حال انکی جناب اور حالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال تاسف ہوا بسبب گم ہو جانے دیوان کے بحث عذر جھمو خان کے گھر سے مالک مطبع نے تلاش کرنے کا حکم دیا کارپردازان مطبع نے بدقت تمام جابجا جستجو کرکے کلام واقع الالام مجتمع کیا المختصر یہہ دیوان سحر بیان فصاحت بنیاد باوصف تو امان اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نول کشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین بصد حسن و خوبی طبع ہوا اور اب مطبع منشی نول کشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب بہار گو مالک مطبع دام اقبالہ بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بہزاران خوش اسلوبی بماہ دسمبر ۱۸۹۷ء بار اول جامہ طبع سے محلے اور زیور انطباع سے آراستہ پیراستہ ہوا

والحمد للہ علی ذلک

۱۲۷

قطعۂ تاریخ طبع سابق تصنیف شاعر باجوش و خروش حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب

متخلص بہ ہوش بریلوی شاگرد رشید امیر لکھنوی

لکھنؤ مین ہے مطبع زیبا — منشی باوقار و دانا کا
ہے سخاوت مین مثل حاتم کے — جو کسی نے طلب کیا پایا
تھا ازل سے ملا جو انکو نوال — نام آخر نول کشور ہوا
وصف مطبع کا کیا بیان کیجے — ہے وہ مطبوع طبع شاہ و گدا
زر دکانی نظر پڑی جسکو — گل صدبرگ کا ہو دھوکا
کاتبون نے یہان کے بے تشویش — منشی چرخ پر ہے خط کھینچا
ہوش اس مطبع گرامی مین — انکا دیوان جبکہ طبع ہوا

روبرو انکی عقل و دانش کے — عقل کل کا ہے تذکرہ بیجا
جوش دریا ہی فیض سے انکے — قطرے پر بھی ہے حکم دریا کا
کس زبان سے ہو انکی مدح و ثنا — ناطقہ بند ہے یہان سب کا
دل اہل نظر ہے ہر اک سنگ — سمجھے وہ جسکا دل ہے پتھر کا
ورق صاف کی تجلی سے — ورق آفتاب شرمایا
جو کہ مطبوعہ یان کا نسخہ ہے — نسخہ کیمیا سے ہے وہ سوا
دیکھکر اسکو بول اٹھا ہاتف — چھپ گیا ہی کلام غافل کا
۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ طبع سابق طبعزاد شاعر کامل رشک سحبان وائل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

زغافل چہ شد طبع دیوان دلکش | جہان بر خریدارئیش گشت مائل
پے سال تاریخ عاقل زکلکم | رقم شد چہ دلچسپ دیوان غافل

۱۲۸۹ھ

## قطعات تاریخات طبع جدید دیوان ہذا

از طبع وقاد سخنور کامل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع موصوف الصدر

ہست این دیوان غافل در نظیر خود نظیر | آنکہ در ہر مصرعہ اش دلکش مضامین مدرج
بہر تاریخ مسیحی عاقل از فرط طرب | گو عجب دیوان غافل رحمت آگین آمدہ

۱۸۹۷ء

## ایضاً

زعون خالق کونین حالا | مکرر طبع شد دیوان غافل
بگو عاقل بہ تاریخ مسیحی | بسی دیوان غافل رحمت افزا

۱۸۹۷ء

## ولہ

سخن سنجی کا یہ دیوان غافل ایک دریا ہے | نظر آتا نہیں کوسون ٹھکانا جسکے ساحل کا
عبث غواص بحر فکر تاریخ اشاعت ہو | لکھو عاقل کہ لبن یبا ہے یہ دیوان غافل کا

۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع از سخنور سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

یہ دیوان غافل کا تمثیل ہے | ہین سب شعر سانچے مین گویا ڈھلے
جو حامد تمھین فکر تاریخ ہے | تو لکھدو مضامین دلکش چھپے

۱۳۱۵ھ

کبت وسویا وغیرہ نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ
مولوی حفیظ اللہ خان سانڈوی تخلص بہ حفظ نے
مرقوم کیے ہین خوبی اسکی دیکھنے پر موقوف ہے۔
ترجمہ شرح قصاید عرفی۔ مترجمہ مولانا ابوالحسن صاحب
فریدآبادی۔

## مثنویات

مثنوی شمس فیض۔ موسوم بہ طلسم حیرت کلام
مدحیہ در محامد ولیعہد بہادر والی سورٹھ مولفہ منشی
غلام محمد خان تخلص بہ خبیر۔
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ اردو مثنوی غنیمت
فارسی۔ مترجمہ منشی کامتاپرشاد تخلص بہ نادان۔
مثنوی موجۂ غم۔ مع مثنوی نالۂ حزین دلچسپ مثنوی
بمضمون داستان از گوپال شاہ تخلص بہ حزین۔
مثنوی زینت انجمن۔ کلام مدحیہ در مدح نواب
عزت محمد خان والی جاورہ۔
مثنوی سعدین۔ از منشی انور حسین تخلص بہ تسلیم۔
مثنوی دلاویز۔ از رشید الدین احمد خان لکھنوی۔
مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ
از تصنیف حضرت طالب شاہ۔ اسمین عاشقانہ کلام
تصوف آمود عجیب و غریب مرقوم ہین۔
مثنوی گلشن عشق۔ از تصنیف منشی عنایت اللہ
تخلص بہ روشن۔ اسمین بیان واقعات راجہ نل و
چترسین مرقوم ہین۔
مثنوی فرحت افزا۔ مصنفہ لالہ مانکلال
تخلص ذرہ۔

مثنوی حیرت افزا۔ مع غزلیات و مخمس و
تصنیف محمد قاسم علی لکھنوی تخلص قاسم۔
مثنوی طلسم جہان۔ مصنفہ سید فرخ حسین صاحب
اتالیق مرشدزادگان مرشدآباد۔
مثنوی دریاے عشق۔ از حضرت واجد علی شاہ۔
مثنوی بلبہدر تیر تعریف مکانات اجودھیا پوری بناکردہ
مہاراجہ رام کشن سنگھ بہادر مصنفہ منشی جواہر لال۔
مثنوی مرآۃ المشرقین۔ دربارۂ امتناع اسراف در تقریبات
تہنیت و تعزیت از حکیم عنایت حسین بریلوی۔
مثنوی گلدستۂ معنی۔ در صفات نعتیہ رسول
از محمد حب علی خان۔
مسدس کریما۔ از میان نظیر اکبرآبادی۔
مسدس اوج۔ در مدح جناب امیرالمومنین علی
از مرزا محمد جعفر۔
اندر سبھا۔ امانت و مداری لال با تصویر۔ کلام
ہردو استاد علامہ وہر فن شاعری مین بے مثل۔
مثنوی گلزار نسیم۔ تذکرہ گل بکاولی۔
مثنوی میر حسن۔ دہلوی با تصویر۔
مثنوی یوسف زلیخا منظوم۔
ایضاً منظوم از شاعر نازک خیال منشی نندکشور۔
بارہ ماسہ وبن سنگھ مصنفہ ٹھاکر میشر دین سنگھ۔
بارہ ماسہ برہ باریس۔ از منشی کنھیا لال۔
بارہ ماسہ سندر کلا
مجموعۂ بارہ ا

دیوان غالب دہلوی - کلام مرزا اسد اللہ خان دہلوی -

دیوان قلق مسمی بہ مظہر عشق - کلام آفتاب الدولہ خواجہ اسد متخلص بہ قلق -

دیوان خواجہ میر درد - سخنور صاحب باطن کا کلام -

دیوان بہار ادب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ

دیوان لطف - کلام حافظ محمد لطف علی خان بریلوی -

دیوان نیاز - کلام حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی -

دیوان نعت سروری - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -

دیوان شہیدی - کلام مولوی کرامت علی خان شہید

دیوان جرار - کلام مرزا حسین جرار -

دیوان واسطی - کلام سید فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ -

دیوان عاشق - از پنڈت کنہیا لال -

دیوان ضامن - کلام سید ضامن علی شاہ -

دیوان مخزن شوق - کلام منشی ہر چند رائے شوق -

دیوان شائستہ پاسخ - یعنی ہم قافیہ و ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہر چند رائے -

دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری

دیوان چمنستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان جوش -

دیوان نعتیہ - از تصنیف مولوی احمد علی -

دیوان سحر - ملقب بہ سحر سامری - کلام منشی دیبی پرشاد

سید غلام عباس -

مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ استادوں کا کلام یکجائی اردو و فارسی -

چمن بے نظیر - شعرائے نامی فارسی و اردو گویوں کا کلام چیدہ -

دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان رسالدار متخلص بہ گویا -

ایضاً - حسب مراتب بالا -

گلدستۂ امانت - اسمیں انتخاب چیدہ غزلیات و مخمس کا شاعر نازک خیال تخلص امانت سے ہے جنکا کلام فصیح معروف ہے -

دیوان حیرت - مصنفہ حکیم حافظ عبد الرحمن خان متخلص بہ حیرت -

دیوان مناجات ہندی - مصنفہ منشی کنہیا لال رائے بہادر -

توشۂ آخرت - اسم بامسمی مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب - اسمیں حمد و چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت میں مرقوم ہیں -

دیوان سخن دہلوی جلی قلم - مصنفہ مولوی سید فخر الدین حسین متخلص بہ سخن دہلوی شاعرانہ کلام نہایت فصیح -

ایضاً - حسب مراتب بالا -

گلدستۂ حفیظ اللہ خان معروف بہ اشعار دلپسند مع فرہنگ - اسمیں اردو و فارسی اشعار متفرق مستزاد و مخمس و مسدس و دوہے ملی ہوئی غزلیں -

قطعۂ تاریخ طبع از سخنور سحر

یہ دیوان غافل کا بے مثل ہے | ہیں سب شعر ... سنگھ

تھیں فکر تاریخ ہے | تو لکھدو ...

۱۵ ... ۱۳۱۶